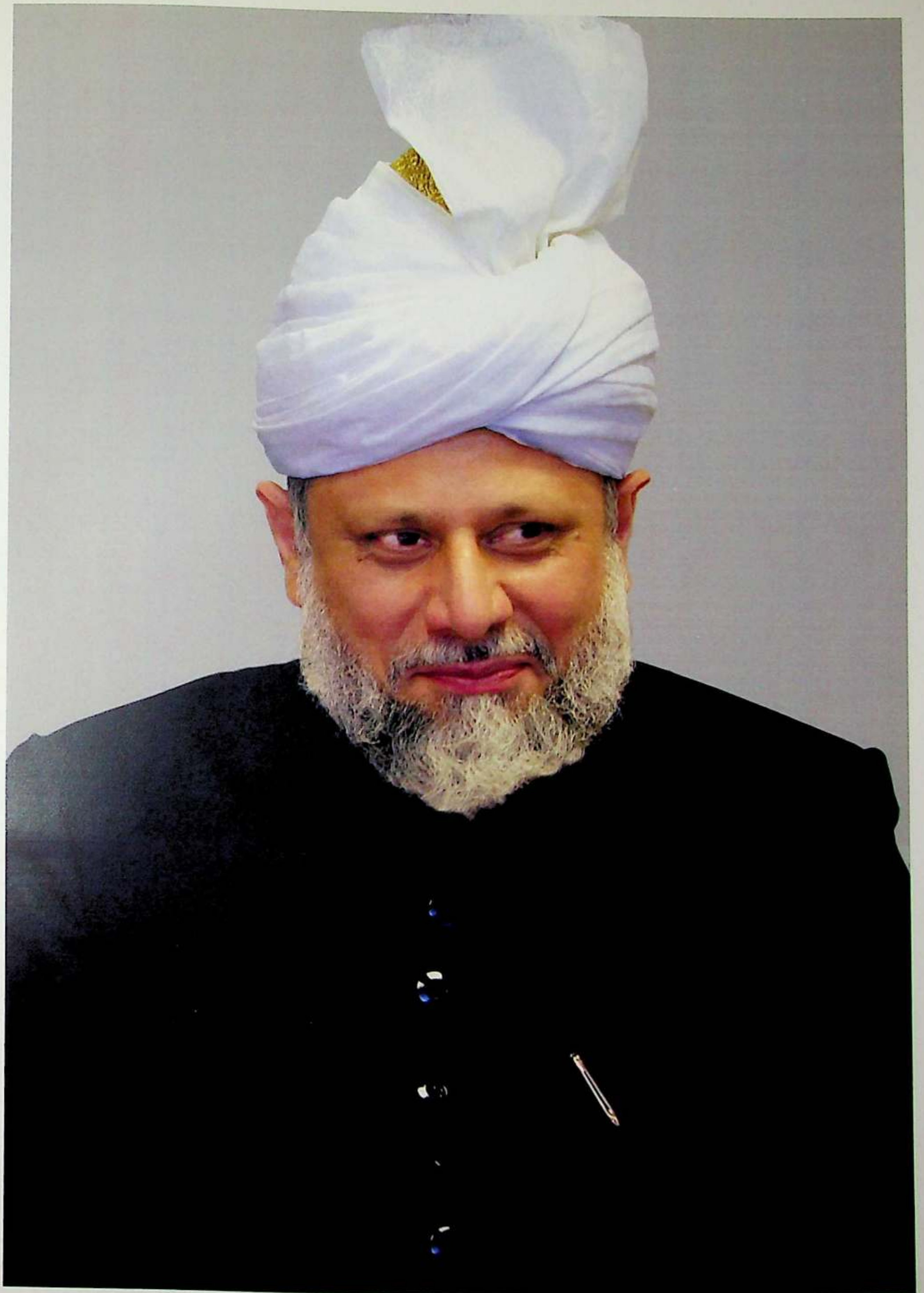
مجلس انصاراللہ یو.کے کا علمی، تعلیمی و تربیتی مجلہ

انصار الدین

وفا ۱۳۸۳ جلد ۱ شمارہ ۳ جولائی ۲۰۰۴





حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس أیدہ اللہ بنصرہ العزیز

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم　نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم　وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ

انصار الدین

جلد۱　نمبر۳

جون و جولائی ۲۰۰۴ء

انصار اللہ کا عہد

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔

(انشاءاللہ تعالیٰ)

فہرست مضامین

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر شمیم احمد

مدیر (اردو): محمود احمد ملک

نائب: شیخ طارق محمود

معاون: سید حسن خان

مدیر (انگریزی): ندیمونڈرمین

مینیجر: لئیق احمد حیات

181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF

اداریہ:

قلمی جہاد

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ہدایات کے مطابق بفضل تعالیٰ مجلس انصار اللہ یو کے کو اپنا رسالہ شائع کرنے کی توفیق مل رہی ہے جس کا نام خود پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے "انصار الدین" تجویز فرمایا ہے۔ انصار الدین کا تیسرا شمارہ آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

جس عظیم الشان قلمی جہاد کا آغاز سیّدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تھا، الحمدللہ جماعت احمدیہ شروع سے ہی اپنے آقا کی اتباع میں اس جہاد میں مصروف ہے۔ ہر اشاعت کا ایک اہم مقصد یہ ہوتا ہے کہ احباب جماعت کے ذاتی علم میں اضافہ ہو جیسا کہ ہمارے سیّد و مولا حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ دعا مانگتے رہنا چاہئے ربّ زدنی علماً یعنی اے اللہ تو خود ہمارے علم میں اضافہ فرماتا چلا جا۔ اس دعا کے لئے عمر کی کوئی قید نہیں کیونکہ ہر عمر کا انسان اپنے علم میں اضافہ کر سکتا ہے اور مختلف احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ علم حاصل کرنا ایک فضیلت کا پہلو رکھتا ہے۔ دوسرا اہم مقصد یہ ہے کہ علم میں اضافہ کے ساتھ ساتھ افراد کو اپنی اصلاح اور تربیت کی طرف توجہ پیدا ہو یعنی علم پر عمل کر کے اپنی روحانی ترقی کے سامان پیدا کریں۔ تیسرا مقصد یہ بھی ہے کہ اپنی شائع شدہ کتب اور رسائل غیروں تک تبلیغ کی غرض سے پہنچائے جائیں تاکہ وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم الکلام سے مستفیض ہو کر علم کے نور سے منور ہوں۔ اس لئے انصار کی خدمت میں گذارش ہے کہ خود بھی اس رسالہ کا مطالعہ فرمائیں اور اسے اپنے زیر تبلیغ احباب تک بھی پہنچائیں۔

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی انصار سے توقع ہے کہ یہ رسالہ جلد ہی ماہنامہ کی صورت اختیار کر جائے۔ فی الحال قلمی معاونت کی شدید کمی اس مقصد کے حصول میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے۔ بعض اہل علم احباب کی خدمت میں قلمی معاونت کی گذارش کی جاتی رہی ہے مگر نتائج خاطر خواہ نہیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو سلطان القلم کا خطاب عطا فرمایا تھا اور حضور اقدس ساری عمر قلمی جہاد میں مصروف رہے اور ایک عظیم الشان لٹریچر روحانی خزائن کی صورت میں رہتی دنیا تک یادگار چھوڑا۔ انصار بھائیوں سے درخواست ہے کہ مندرجہ بالا کے تینوں علمی، تربیتی اور تبلیغی مقاصد کو مد نظر رکھتے ہوئے اپنے آقا کے نقش قدم پر چلتے ہوئے قلمی جہاد میں شریک ہوں۔ دور حاضر کے مسائل کے پیش نظر قرآن کریم، احادیث النبی ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم الکلام سے فیض یاب ہو کر اپنے قلموں سے اسلام کی تائید میں مضامین لکھیں اور برکات حاصل کریں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کو ۱۹۵۸ء میں رویاء میں تحریک کی گئی کہ احمدی نوجوانوں کو تحقیقی مضامین لکھنے اور اسلام و احمدیت کی تائید میں عملی لٹریچر تصنیف کرنے کی طرف توجہ دلائیں۔ آپ نے جماعت کے اہل علم افراد کو مخاطب کرتے ہوئے ایک دفعہ تحریر فرمایا:

"اے عزیزو اور میرے دوستو! اپنے فرض کو پہچانو سلطان القلم کی جماعت میں ہو کر اسلام کی قلمی خدمت میں وہ جوہر دکھاؤ کہ اسلاف کی تلواریں تمہاری قلموں پر فخر کریں۔ تمارے سینوں میں اب بھی سعد بن ابی وقاص اور خالد بن ولید اور عمرو بن عاص اور دیگر صحابہ کرام اور قاسم اور قتیبہ اور طارق اور دوسرے فدایان اسلام کی روحیں باہر آنے کے تڑپ رہی ہیں۔ انہیں رستہ دو کہ جس طرح وہ قرون اولیٰ میں تلوار کے دھنی بنے اور ایک عالم کی آنکھوں کو اپنے کارناموں سے خیرہ کیا اسی طرح اب وہ تمہارے اندر سے ہو کر (کیونکہ خدا اب بھی انہیں قدرتوں کا مالک ہے) قلم کے جوہر دکھائیں اور دنیا کی کایا پلٹ دیں"۔

(حیاتِ بشیر، صفحہ ۴۳۲)

اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

درس القرآن

وَمِنْهُم مَّنْ يَّقُوْلُ رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنيا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنا عَذَابَ النَّارِ

(سورۃ بقرۃ202)

اوران میں سے کچھ (ایسے بھی ہوتے ہیں) جو کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اس دنیا کی (زندگی) میں (بھی) کامیابی دے اور آخرت میں (بھی) کامیابی (دے) اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچا۔

بعض لوگ ایسے ہیں جو خداتعالیٰ سے صرف دنیا ہی مانگتے ہیں۔ جیسے عیسائی ہیں وہ یہی دعا کرتے ہیں "ہماری روز کی روٹی آج ہمیں دے" (متی باب6 آیت11) انہیں حرام وحلال سے کوئی غرض نہیں ہوتی۔ انہیں کسی چیز کے مفید یا مضر ہونے سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔ ان کا مطمع نظر محض دنیا طلبی ہوتا ہے...... ایک اور گروہ ایسا ہے جو یہ دعا کرتا ہے کہ الٰہی ہمیں دنیا میں بھی عزت بخش اور آخرت میں بھی ہمارے مقام کو بلند کر۔ اگر ہمیں دنیا ملے تو ہم اسے اپنی ذات کے لئے استعمال نہ کریں بلکہ تیرے دین کی شوکت ظاہر کرنے کیلئے استعمال کریں اور تیری اور خوشنودی کے لئے اسے صرف کریں۔ اگر ایسا ہو تو پھر انسان کو دنیا میں بھی عزت ملتی ہے اور خداتعالیٰ کے حضور بھی اس کا مرتبہ بڑھتا ہے۔ یہ دعا جو اسلام نے ہمیں سکھائی ہے بظاہر بہت چھوٹی سی دعا ہے لیکن ہر قسم کی انسانی ضرورتوں پر حاوی ہے۔ انسان کہتا ہے: رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيا حَسَنَةً اے ہمارے ربّ! ہم کو اس دنیا میں حسنہ دے۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ خداتعالیٰ نے حسنہ کا جو لفظ استعمال فرمایا ہے یہ درست نہیں حسنات کا لفظ استعمال کرنا چاہئے تھا جس کے معنے بہت سی نیکیوں کے ہیں۔ مگر یہ اعتراض عربی زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ اگر یہاں حسنات کا لفظ ہوتا تو اس کے معنے یہ ہوتے کہ ہمیں کچھ اچھی چیزیں ملیں لیکن حسنہ کے یہ معنے ہیں کہ ہمیں جو کچھ بھی ملے خیر ملے۔ پس رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيا حَسَنَةً کے یہ معنے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! دنیا میں ہم کو جو کچھ دے حسنہ دے۔ روٹی دے تو حلال ہو، طیب ہو، پچنے والی ہو۔ کپڑا دے تو حلال دے طیب دے۔ ضرورت کے مطابق دے ننگ ڈھانکنے والا دے پسندیدہ دے۔ بیوی دے تو ایسی دے جو ہمدرد ہو، ہم خیال ہو، دیندار ہو، محبت کرنیوالی ہو، نیکی میں تعاون کرنے والی ہو، بچے پیدا کرنے والی ہو اور ان بچوں کی نیک تربیت کرنے والی ہو۔ مکان دے تو مبارک ہو...... ہمیں حاکم دے تو تُو ایسے دے جو رحم دل ہوں ماتحتوں سے محبت کرنے والے ہوں۔ استاد دے تو ایسے ہوں جو علم رکھنے والے اور اچھا پڑھانے والے ہوں...... دوست دے تو ایسے ہوں جو خیر خواہ ہوں محبت کرنے والے ہوں مصیبت میں کام آنے والے ہوں خوشی میں شریک ہونے والے ہوں دکھوں میں ہاتھ بٹانے والے ہوں غرض رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيا حَسَنَةً اے ہمارے ربّ! دنیا میں ہم کو وہ چیز دے جو حسنہ ہو۔ پس یہاں حسنات کی بجائے حسنہ کا لفظ رکھ کر اس کے مفہوم کو خداتعالیٰ نے وسیع کر دیا۔ اور جب مومن یہ دعا کرتا ہے تو دوسرے الفاظ میں وہ یہ کہتا ہے کہ خدایا مجھے ہر وہ چیز دے جو میری ضرورت کے مطابق ہو اور پھر وہ چیز ایسی ہو جو نہایت اچھی ہو۔ اپنی خوبیوں اور فوائد کے لحاظ سے اچھی ہو۔ یعنی مومن اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرتا ہے کہ خدایا مجھے جو بھی چیز دے وہ ایسی ہو جو ظاہری اور باطنی دونوں خوبیاں رکھتی ہو۔

پھر فرمایا وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً آخرت میں بھی ہمیں وہ چیزیں دے جو حسنہ ہو۔ یعنی وہ بھی ظاہر و باطن میں ہمارے لئے اچھی ہو۔ آخرت میں حسنہ صرف جنت ہے جس کا ظاہر بھی اچھا ہے اور باطن بھی اچھا ہے۔ پھر فرمایا وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ ہم کو عذاب نار سے بچا۔ اس سے مراد وہی عذاب نار مراد نہیں جو مرنے کے بعد ملے گا۔ یہ عذاب نار دنیا کے ساتھ بھی تعلق رکھتا ہے کیونکہ دنیا اور آخرت دونوں کے ساتھ تعلق رکھنے والی دعاؤں کے بعد وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کہا گیا ہے۔ پس وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ کے معنے یہ ہیں کہ ہمیں دنیا کے عذاب نار سے بھی بچا اور آخرت کے عذاب نار سے بھی محفوظ رکھ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ دنیا میں کئی لوگ عذاب نار میں گرفتار ہیں انہیں کئی قسم کے دکھ ہوتے ہیں تکلیفیں ہوتی ہیں حسرتیں ہوتی ہیں قسم قسم کے مصائب ہوتے ہیں مگر جب انسان اللہ تعالیٰ کے حضور دعا کرتا ہے اور اس سے کہتا ہے کہ خدایا مجھے عذاب نار سے بچا تو خداتعالیٰ اسے اس عذاب سے بچا لیتا ہے تب وہ چیزیں جو پہلے اس کے لئے نار تھیں جنت بن جاتی ہیں۔ اس طرح اس سے مراد آخرت کا عذاب بھی ہے جس سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو یہ دعا سکھلائی ہے۔ بظاہر یہ ایک مختصر سی دعا ہے بڑی جامع اور وسیع دعا ہے۔

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

اِنَّ اَوْلَی النَّاسِ بِاللّٰہِ مَنْ بَدَاَھُمْ بِالسَّلَامِ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں میں اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ وہ پسند ہے جو سلام کہنے میں پہل کرے۔ (ابوداؤد)

اسی طرح ایک اور حدیث میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا کہ جب دو افراد ملیں تو ان میں سے کس کو چاہئے کہ وہ پہلے سلام کرے۔ آپؐ نے فرمایا کہ "وہ جو اللہ تعالیٰ کے زیادہ قریب ہے" (ترمذی)۔

ان دونوں احادیث سے ظاہر ہے ہر شخص کو پوری کوشش کرنی چاہئے کہ دوسروں کو سلام کرنے میں پہل کرے تاکہ وہ خدا تعالیٰ کا مقرب بن سکے۔ کوئی بھی اچھی بات کہنا ایک نیکی ہے اور ملاقات کے وقت کسی مسلمان بھائی کو سلامتی کی دعا دینا ایک نہایت اچھا کلمہ ہے۔ بظاہر یہ ایک چھوٹی سی بات ہے مگر اس کا لگاتار عمل کر کے انسان خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کر سکتا ہے۔

ایک بات اور دیکھی جاتی ہے کہ لوگ صرف واقف لوگوں کو ہی سلام کرتے ہیں۔ اس ضمن میں آنحضرت ﷺ کا فرمان ہے کہ بہتر کام سلام کرنا ہے خواہ تم کسی کو جانتے ہو یا نہیں بھی جانتے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا کہ تم سلام پھیلاؤ تاکہ تم میں آپس میں ایک دوسرے سے محبت بڑھے۔ حضرت ثابتؓ نے حضرت انس بن مالکؓ سے روایت کی ہے کہ وہ بچوں کے پاس سے گذرے تو بچوں کو سلام کیا اور فرمایا کہ نبی کریم ﷺ کا یہی معمول تھا۔ بچوں کو سلام کرنے کا ایک فائدہ ہے کہ انہیں السلام علیکم کہنے کی اہمیت کا احساس ہوگا اور وہ خود بھی السلام علیکم کہنا شروع کر دیں گے۔

ایک حدیث جو ابوداؤد اور ترمذی میں مذکور ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کس طرح سلام کیا جائے۔ عمران ابن حسین سے روایت ہے کہ ایک شخص آنحضرت ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے السلام علیکم کہا اور بیٹھ گیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا دس یعنی اسے دس نیکیوں کا ثواب ملا۔ ایک اور شخص حاضر خدمت ہوا اور اس نے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہا۔ نبی کریم ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا بیس۔ تیسرا آدمی آیا اور اس نے کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ۔ آنحضرت ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا اور فرمایا تیس یعنی اسے تیس نیکیوں کا ثواب ملا۔

اسی طرح احادیث میں آتا ہے کہ سوار پیدل کو سلام کرے اور پیدل چلنے والا بیٹھے کو اور تھوڑے آدمی زیادہ آدمیوں کو سلام کریں۔ اسی طرح حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ چھوٹا بڑے کو سلام کرے۔

حضرت ایوب انصاریؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ کسی مسلمان کے لئے یہ حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو تین دن سے زیادہ چھوڑے رہے۔ ان میں سے بہتر وہ ہوگا جو سلام کی ابتداء کرے۔

(جامع صحیح بخاری)

مندرجہ بالا احادیث سے السلام علیکم کہنے کی فضیلت بخوبی واضح ہوتی ہے۔ اسی لئے آنحضرت ﷺ نے مختلف طریق سے سلام کہنے کی طرف توجہ دلائی ہے۔ آپؐ کے صحابہ ہمیشہ ایک دوسرے پر سلام کہنے میں سبقت لے جانے کی کوشش کیا کرتے تھے۔ اور یہی حال حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کا بھی تھا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو ان احادیث پر عمل پیرا ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے قرب سے نوازے۔

کلام الامام

"اے سننے والو! سنو! کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے۔ بس یہی کہ تم اسی کے ہو جاؤ۔ اُس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ کرو، نہ آسمان میں نہ زمین میں۔ ہمارا خدا وہ خدا ہے جو اب بھی زندہ ہے جیسا کہ پہلے زندہ تھا اور اب بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ وہ پہلے بولتا تھا اور اب بھی وہ سنتا ہے جیسا کہ وہ پہلے سنتا تھا۔ یہ خیال خام ہے کہ اس زمانہ میں وہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں بلکہ وہ سنتا بھی ہے اور بولتا بھی ہے۔ اس کی تمام صفات ازلی ابدی ہیں۔ کوئی صفت بھی معطّل نہیں اور نہ کبھی ہوگی وہ وہی واحد لاشریک ہے جس کا کوئی بیٹا نہیں اور جس کی کوئی بیوی نہیں اور وہی بے مثل ہے جس کا کوئی ثانی نہیں...... جس کا کوئی ہم صفات نہیں اور جس کی کوئی طاقت کم نہیں۔ وہ قریب ہے باوجود نزدیک ہونے کے، وہ دُور ہے باوجود نزدیک ہونے کے...... وہ سب سے اوپر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ اس کے نیچے کوئی اور بھی ہے۔ اور عرش پر ہے مگر نہیں کہہ سکتے کہ زمین پر نہیں۔ وہ مجمع ہے تمام خوبیوں کا اور جامع ہے تمام صفات کاملہ کا اور مظہر ہے تمام فیضوں کا اور جامع ہے ہر ایک شے کا اور مالک ہے ہر ایک ملک کا اور متصف ہے ہر ایک کمال سے اور منزّہ ہے ہر ایک عیب اور ضعف سے اور مخصوص ہے اس امر میں کہ زمین والے اور آسمان والے اسی کی عبادت کریں۔"

(روحانی خزائن جلد20 الوصیّت صفحہ 309.310)

"ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔ اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بیٹھا دوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔ اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے۔"

(روحانی خزائن جلد 19 کشتی نوح صفحہ 21 . 22)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ کا ارشاد

حضرت مصلح موعودؓ جنہوں نے یہ تنظیم قائم فرمائی، فرماتے ہیں کہ انصار اللہ پر بہت بڑی ذمہ داری ہے۔ وہ اپنی عمر کے آخری حصے میں سے گذر رہے ہیں اور یہ آخری حصہ وہ ہوتا ہے جب انسان دنیا کو چھوڑ کر اگلے جہان جانے کی فکر میں ہوتا ہے اور جب کوئی انسان اگلے جہان جارہا ہو تو اُسے اس وقت اپنے حساب کی صفائی کا بہت زیادہ خیال ہوتا ہے اور وہ ڈرتا ہے کہ کہیں وہ ایسی حالت میں اس دنیا سے کوچ نہ کر جائے کہ اس کا حساب گندا ہو، اس کے اعمال خراب ہوں اور اس کے پاس وہ زادِ راہ نہ ہو جو اگلے جہاں میں کام آنے والا ہے۔ جب احمدیت کی غرض یہی ہے کہ بندہ اور خدا کا تعلق درست ہو جائے تو ایسی عمر میں اور عمر کے ایک ایسے حصہ میں اس کا جس قدر احساس ایک مومن کو ہونا چاہیے وہ کسی شخص سے مخفی نہیں ہو سکتا۔

پھر انصار کو اُن کے فرائض کی طرف توجہ دلاتے ہوئے آپؓ نے فرمایا کہ آپ کا نام انصار اللہ اس لئے رکھا گیا ہے کہ جہاں تک ہو سکے آپ دین کی خدمت کی طرف توجہ کریں۔ اور یہ تو مالی لحاظ سے بھی ہوتی ہے اور دینی لحاظ سے بھی ہوتی ہے۔ دینی لحاظ سے بھی آپ لوگوں کا فرض ہے کہ عبادت میں زیادہ سے زیادہ وقت صرف کریں۔ اور دین کا چرچا زیادہ سے زیادہ کریں۔ تا کہ آپ کو دیکھ کر آپکی اولادوں میں بھی نیکی پیدا ہو جائے۔ دین کا چرچا یہی ہے کہ تبلیغ کی طرف زیادہ توجہ دیں۔ حضرت ابراہیمؑ کی قرآن کریم میں یہی خوبی بیان کی گئی ہے کہ آپ اپنے اہل و عیال کو ہمیشہ نماز وغیرہ کی تلقین کرتے رہتے تھے۔ یہی اصل خدمت آپ لوگوں کی ہے۔ آپ خود بھی نماز اور ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ کریں اور اپنی اولادوں کو بھی نماز اور ذکرِ الٰہی کی طرف توجہ دلاتے رہیں۔

(خلاصہ از خطاب اجتماع انصار اللہ برطانیہ ۲۰۰۳ء)

خدا کے ایک بندہ کو آپ کی تلاش ہے!

ارشاد حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ

☆ کیا آپ محنت کرنا جانتے ہیں؟ اتنی کہ تیرہ چودہ گھنٹے دن میں کام کر سکیں!

☆ کیا آپ سچ بولنا جانتے ہیں؟ اتنا کہ کسی صورت میں آپ جھوٹ نہ بول سکیں۔ آپ کے سامنے آپ کا دوست اور عزیز بھی جھوٹ نہ بول سکے آپ کے سامنے کوئی اپنے جھوٹ کا بہادرانہ قصہ سنائے تو آپ اس پر اظہار نفرت کیے بغیر نہ رہ سکیں۔

☆ کیا آپ جھوٹی عزت کے جذبات سے پاک ہیں؟ گلیوں میں جھاڑو دے سکتے ہیں۔ بوجھ اٹھا کر گلیوں میں پھر سکتے ہیں۔ بلند آواز سے ہر قسم کے اعلان بازاروں میں کر سکتے ہیں۔ سارا سارا دن پھر سکتے ہیں اور ساری ساری رات جاگ سکتے ہیں۔

☆ کیا آپ اعتکاف کر سکتے ہیں؟ جس کے معنی ہوتے ہیں (الف) ایک جگہ دنوں بیٹھے رہنا۔ (ب) گھنٹوں بیٹھے وظیفہ کرتے رہنا۔ (ج) گھنٹوں اور دنوں کسی انسان سے بات نہ کرنا۔

☆ کیا آپ اس بات کے قائل ہیں کہ بعض آدمی شکست سے بالا ہوتے ہیں وہ شکست کا نام سننا پسند نہیں کرتے۔ پہاڑوں کے کاٹنے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں وہ دریاؤں کو کھینچ لانے پر آمادہ ہو جاتے ہیں کیا آپ اس قربانی کے لئے تیار ہو سکتے ہیں؟

☆ کیا آپ میں ہمت ہے کہ سب دنیا کہے نہیں اور آپ کہیں ہاں؟ آپ کے چاروں طرف لوگ ہنسیں اور آپ سنجیدگی قائم رکھیں۔ لوگ آپ کے پیچھے دوڑیں اور کہیں ٹھہر جا ہم تجھے ماریں گے اور آپ کا قدم بجائے دوڑنے کے ٹھہر جائے اور آپ اس کی طرف سر جھکا کر کہیں لو مار لو آپ کسی کی نہ مانیں کیونکہ لوگ جھوٹ بولتے ہیں مگر آپ سب سے منوالیں کیونکہ آپ سچے ہیں۔

☆ آپ یہ نہ کہتے ہوں کہ میں نے محنت کی مگر خدا تعالیٰ نے مجھے ناکام کر دیا۔ بلکہ ہر ناکامی کو اپنا قصور سمجھتے ہوں۔ آپ یقین رکھتے ہوں کہ جو محنت کرتا ہے کامیاب ہوتا ہے اور جو کامیاب نہیں ہوتا اس نے محنت ہرگز نہیں کی۔

اگر آپ ایسے ہیں تو آپ اچھا مبلغ اور اچھا تاجر ہونے کی قابلیت رکھتے ہیں۔ مگر آپ ہیں کہاں؟ خدا کے ایک بندہ کو آپ کی تلاش ہے۔ اے احمدی نوجوان ڈھونڈ اس شخص کو اپنے صوبہ میں، اپنے شہر میں، اپنے محلہ میں، اپنے دل میں!!!

دعوت اللہ کی اہمیت

(حضرت خلیفۃ المسیح الرّابع رحمہ اللہ کے ارشادات کی روشنی میں)

ابن نور

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کے دل میں اللہ تعالیٰ نے تبلیغ کے لئے ایک خاص لگن اور تڑپ پیدا فرمائی ہوئی تھی خلافت کے مقام پر فائز ہونے سے قبل سوال و جواب کی مجالس کے ذریعہ ہزاروں لوگوں تک احمدیت کا پیغام پہنچایا۔ مسند خلافت پر متمکن ہونے کے بعد ساری جماعت کو اس اہم فریضہ کی انجام دہی کے لئے تیار کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کی محنت اور کوششوں کو بے بہا پھل عطا فرمائے اور ہر نئے آنے والے سالوں میں جماعت نے پہلے سے بڑھ چڑھ کر خدا تعالیٰ کے فضلوں کے نظارے دیکھے۔ ایک بار تبلیغ کے لئے اپنی تڑپ کا اظہار ان الفاظ میں فرمایا:

"میری تو دن رات کی یہ تمنا ہے، دن رات دل میں ایک آگ لگی ہوئی ہے۔ میں کیسے بھول سکتا ہوں۔ اس لئے اللہ مجھے یاد کرواتا رہے گا اور میں یاد رکھوں گا اور آپ کو بھی یاد کرواتا رہوں گا۔ لیکن اگر آپ نے غفلت کی وجہ سے اس بات کو بھلا دیا تو یاد رکھیں کہ آپ خدا کے سامنے جواب دہ ہوں گے۔ اس لئے نہ خود بھولیں اور نہ دوسروں کو بھولنے دیں۔ آج جماعت کی سب سے بڑی اور سب سے اہم ذمہ داری خدا کا پیغام دوسروں تک پہنچانا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1987 ء)

یہی جذبہ اور تڑپ آپ ساری جماعت میں دیکھنے کی خواہش رکھتے تھے۔ اس لئے ساری دنیا کے احمدیوں میں یہ احساس پیدا کرنے کیلئے آپ نے فرمایا:

"میں ساری دنیا کو خدا کی طرف بلانے کی فکر میں ہر وقت پریشان رہتا ہوں۔ آپ کا بھی فرض ہے کہ آپ کو یہ پریشانی اور فکر لاحق رہے کہ آپ کا علاقہ کیوں خدا کی طرف رغبت نہیں کر رہا اور ہر احمدی کو خدا تعالیٰ سے مخلصانہ وعدہ کرنا چاہئے اور اس کے حصول کے لئے خلوص کے ساتھ محنت اور کوشش کرنی چاہئے۔ اگر ہماری محنت مخلصانہ ہو گی تو خدا تعالیٰ حالات میں ایک تبدیلی پیدا کر دے گا۔ اگر کسی احمدی کی محنت کو پھل نہیں لگ رہا تو اسے پریشان ہو جانا چاہئے کہ کیا خامی باقی رہ گئی ہے جس کی وجہ سے وہ پھل سے محروم ہے۔

ہر وقت اس بات پر غور کرتے رہیں کہ آپ نے خدا کی رضا کی خاطر کیا کچھ کیا ہے۔ ہر مرد، عورت، بچہ اور بوڑھا مکمل طور پر خدا کے لئے خود بھی وقف ہو جائے اور اپنا سب کچھ خدا کے لئے وقف کر دے اور اپنی کوشش کو دیوانگی کی حد تک پہنچادے۔

ہر احمدی کو چاہئے کہ وہ اپنے دل کو کریدتا رہے کہ اس نے کتنے احمدی بنائے ہیں۔ وہ دوسروں کے متعلق یہ سنتا ہے کہ فلاں نے اتنے احمدی بنالئے اسے خود یہ سوچنا چاہئے کہ اسے کتنے احمدی بنانے کی توفیق ملی ہے۔ اس لئے ساری دنیا کے احمدیوں کو چاہئے کہ وہ سب سے پہلے اپنے اندر اس احساس کو پیدا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 جنوری 1987ء)

"پس میں تمام احباب جماعت کو توجہ دلاتا ہوں کہ تمام دنیا کے انسان کو خدائے حیّ و قیّوم کی طرف بلائیں۔ مشرق کو بھی بلائیں اور مغرب کو بھی بلائیں۔ کالے کو بھی بلائیں اور گورے کو بھی بلائیں۔ عیسائی کو بھی بلائیں اور ہندو کو بھی بلائیں۔ بھٹکے ہوئے لوگوں کو بھی بلائیں اور دہریوں کو بھی بلائیں۔ مشرقی بلاک کو بھی بلانا آج آپ کے سپرد ہے اور مغربی بلاک کو بلانا بھی آج آپ کے ذمہ لگایا گیا ہے۔ یہ آپ ہی ہیں جنہوں نے دنیا کو موت کے بدلہ زندگی بخشنی ہے۔ اگر آپ نے یہ کام نہ کیا تو مرنے والے مر جائیں گے اور اندھیروں میں بھٹکنے والے ہمیشہ بھٹکتے رہیں گے۔ اس لئے اے محمد مصطفیٰ ﷺ کے غلامو! اور اے دین محمد مصطفیٰ ﷺ کے متوالو! اب اس خیال کو چھوڑ دو کہ تم کیا کرتے ہو۔ اور تمہارے ذمہ کیا کام لگائے گئے ہیں۔ تم میں سے ہر ایک داعی اللہ ہے اور ہر ایک خدا تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوگا۔ تمہارا کوئی بھی پیشہ ہو کوئی کام ہو، دنیا کے کسی خطہ میں بس رہے ہو، کسی قوم سے تمہارا تعلق ہو، تمہارا اوّلین فرض یہ ہے کہ دنیا کو محمد مصطفیٰ ﷺ کے ربّ کی طرف بلاؤ ان کے اندھیروں کو نور میں بدل دو اور ان کی موت کو زندگی بخش دو۔ اللہ تعالیٰ کرے ایسا ہی ہو۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 25 فروری 1983 ء)

"ہر احمدی نہ صرف یہ عہد کرے بلکہ اس عہد کے پیچھے پڑ جائے۔ دن رات اسے یاد رکھے اور اسے حرز جان بنالے اور وہ اس وقت تک چین نہ پائے جب تک اس کی کوششوں کو پھل نہ لگنے شروع ہو جائیں۔ اور جب میں ایک احمدی کہتا ہوں تو مراد ہوتی ہے کہ خاندان کے نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے۔ اور اس طرح ایک خاندان ایک اور خاندان کو احمدی بنالے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 30 جنوری 1987ء)

دعوت الی اللہ کے کام کی اہمیت کے متعلق فرمایا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور آپؐ کے صحابہ نے یہی کام دن رات سرانجام دیا۔ حضرت مسیح موعود

علیہ السلام کی جماعت کا بھی یہی کام ہے کہ اپنے آقا و مولاً کے نقش قدم پر چلتے ہوئے دعوت الی اللہ میں مصروف ہوں تا کہ ان کا شمار بھی پہلوں کے ساتھ ہو۔ آپ فرماتے ہیں:

"اگر محمد ﷺ کے ساتھی بننا ہے تو پھر دعوت الی اللہ ہر ایک پر ضرور فرض ہے۔ کیونکہ محمد رسول اللہ ﷺ کے وہی ساتھی شمار ہوں گے جو خدا کی راہ میں کھیتی اگائیں گے اور پھر اس کی پرورش خود کریں گے۔ یہاں تک کہ وہ کھیتی توانا ہو جائے۔ لہٰذا ہر وہ احمدی جو کسی بھی جگہ دعوت الی اللہ کا کام کرتا ہے اس کا کلام اللہ میں ذکر موجود ہے۔ اس لئے اگر خدا کی بیان کردہ تعریف کی رو سے آپ محمد ﷺ کے ساتھی بننا چاہتے ہیں تو آپ کو لازماً خدا کی راہ میں کھیتی اگانی ہو گی اور نئے نئے روحانی وجود پیدا کرنے ہوں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 6 نومبر 1987ء)

يَاَيُّهَاالرَّسُولُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَيْكَ

"اوّل یہ کہ تبلیغ کوئی طوعی چندہ نہیں ہے۔ کوئی نفل نہیں ہے کہ نہ بھی ادا کریں گے تو آپ کی روحانی شخصیت مکمل ہو جائے گی۔ تبلیغ فریضہ ہے اور ایسی شدت کے ساتھ خدا تعالیٰ کا حکم ہے کہ آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے اگر تبلیغ نہ کی تو تُو نے رسالت کو ہی ضائع کر دیا۔ آپ کی امت بھی جواب دہ ہے۔ ہم میں سے ہر ایک جوابدہ ہے۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ چاہتے تھے کہ جس طرح ایک ماں کو اپنے بچوں کے ساتھ ایک خاص محبت ہوتی ہے جس کے جوش کے تحت وہ اپنے فرائض ادا کرتی ہے اسی طرح جماعت کے افراد کو اپنی روحانی اولاد پیدا کرنے کی اور پھر ان کی تربیت کی طرف توجہ کرنی چاہئے اس کے لئے جذبہ اور لگن کو بہت اہم قرار دیا۔

"ہم میں سے اکثر ابھی داعی الی اللہ نہیں بن سکے لیکن داعی الی اللہ بننے کے لئے محبت اور اخلاص کی جو مرکزی طاقت ہے وہ ان میں موجود ہے اس لئے یہ کوئی فرضی بات نہیں ہے پچاس فیصد احمدی داعی الی اللہ بننے کے اہل بن چکے ہیں۔ پس دعوت الی اللہ کے لئے سب سے زیادہ ضرورت ایک تو جذبے کی ہے اور دوسرے دعا کی ہے۔"

"اگر آپ سو فیصد نہ بھی ہوں پچاس فیصد احمدی حقیقی معنوں میں داعیین الی اللہ بن جائیں تو میں یقین رکھتا ہوں کہ اتنی تیزی سے دنیا میں اسلام کا انقلاب آنا شروع ہو جائے گا کہ آپ اس کا تصور بھی نہیں کر سکتے۔ دنوں میں، ہفتوں میں، مہینوں میں کیفیتیں اس طرح تبدیل ہونے لگیں گی کہ آپ یہ دیکھ کر حیران ہو جائیں گے دنیا کو کیا ہو گیا ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 20 نومبر 1987ء)

دعوت الی اللہ کے میدان میں کامیابی کا گر بتاتے ہوئے فرمایا کہ سب سے اہم امر دعاؤں پر زور دینا ہے تا کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل اور رحم سے جذبہ کو قائم رکھے اور اس کے بعد قول و فعل میں ایک ایسا اثر پیدا فرمائے جس کے نتیجہ میں کامیابیوں کے پھل نصیب ہوں۔

"دعوت الی اللہ کی ہر منزل پر دعا کی عادت ڈالیں۔ دعوت الی اللہ کے دوران دعا کریں۔ گھر جا کر دعا کریں۔ اپنے بچوں کو کہیں کہ دعا کرو۔ اگر آپ اس سنجیدگی کے ساتھ دعوت الی اللہ کی طرف توجہ کریں گے اور جذبے کے ساتھ ان کو کہیں گے کہ خدا کے لئے میری مدد کرو۔ میرا دل چاہتا ہے مگر میں مجبور اور بے اختیار ہوں۔ میرا بس نہیں۔ پھر دیکھیں کہ خدا ان معصوم بچوں کی دعائیں آپ کے ساتھ شامل کرے گا۔ آپ کے الفاظ میں کتنی عظیم الشان طاقت پیدا ہو جائے گی۔ آپ قوموں کو فتح کرنے کے لئے پیدا کئے گئے ہیں۔ لیکن قوموں کو محبت اور پیار کے غالب جذبے اور دعاؤں کے ذریعہ آپ نے فتح کرنا ہے۔ یہ سلیقے سیکھیں اور یہ سلیقے اپنی اولاد کو سکھائیں۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو دیکھتے ہی دیکھتے جماعت کی کایا پلٹ جائے گی۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 28 اگست 1987ء)

"اگر ساری جماعت یہ دعائیں شروع کر دے تو دیکھتے دیکھتے اللہ تعالیٰ کے فضل سے دنیا میں عظیم الشان انقلاب برپا ہونے لگیں گے۔ پس دعا پر بہت زور دیں کیونکہ حضرت مسیح موعودؑ کی تعلیم کا خلاصہ بھی یہ ہے کہ اول بھی دعا اور آخر بھی دعا ہے۔ اگر داعی الی اللہ بننا ہے تو اللہ سے دعائیں کرنی ہوں گی۔ اس سے مدد مانگے بغیر کس طرح داعی الی اللہ بن جائیں گے؟"

دعوت الی اللہ کے کاموں کے لئے لازمی نہیں کہ پہلے عالم بنا جائے اور کتابی علم حاصل کرنے کے بعد تبلیغ شروع کی جائے اس ضمن میں حضورؒ فرماتے ہیں کہ دعا کے ساتھ ساتھ اہم بات خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرنا ہے جس کے نتیجہ میں ہر گام پر کامیابیاں حاصل ہوں گی۔ فرمایا:

"غرض ان معنوں میں آپ کو داعی الی اللہ بننا ہے۔ اسلئے پہلے کتابوں کی طرف توجہ نہ دیں، پہلے اپنے رب کریم کی طرف توجہ کریں اور اس کا قرب حاصل کرنے کے لئے تمام توجہ مبذول کریں۔ ہر وہ احمدی جو اپنے دل میں مطمئن ہوتا چلا جا رہا ہے کہ میں ہر روز اپنے ربّ کی طرف سفر کر رہا ہوں اور میرا رب مجھ سے زیادہ تیزی کے ساتھ میری طرف بڑھ رہا ہے وہ اس راستہ پر گامزن ہو چکا ہے جو کامیابی اور فلاح کا راستہ ہے۔ وہ اس راستہ پر گامزن ہو چکا ہے جہاں نہ تو کوئی غم ہو گا اور نہ کوئی خوف ہو گا۔ یہی وہ کامیاب داعی الی اللہ ہے جس کی آواز میں شوکت عطا کی جائے گی اور اسے قوّت قدسیہ نصیب ہو گی اور وہ دیکھے گا کہ دنیا حیرت انگیز طور پر اس کی بات کو سنتی اور اس کی دعوت سے متاثر ہوتی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 11 مارچ 1983ء)

دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں نہ صرف دنیا میں اسلام کا نور پھیلے گا بلکہ جماعت میں کثرت سے اولیاء اللہ پیدا ہونے کی بشارت دیتے ہوئے فرمایا:

"آپ میں سے ہر ایک کو دعوت الی اللہ زندہ کر سکتی ہے۔ ہر شخص اگر دعوت الی اللہ کے مضمون کو سمجھ کر اس کے حق ادا کرے گا تو ہر شخص ولی بننے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ دعوت غیروں کو ہی خدا کے قریب نہیں کرے گی بلکہ آپ کو خدا کے قریب تر کرتی چلے جائے گی اور جماعت میں کثرت کے ساتھ اولیاء اللہ پیدا ہوں گے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ 13مارچ1992ء)

"میں دعوت الی اللہ کرنے والوں کو خوشخبری دیتا ہوں کہ جب وہ کسی کی زندگی بنائیں گے تو خدا ان کی ایک اور زندگی بنا دیگا اور یہ ایک ایسا جاری فیض ہے جو کبھی ختم نہیں ہو سکتا۔ اس سے محرومی زندگی کو ضائع کرنا ہے اس لئے ہر دعوت الی اللہ کرنے والے کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ دعائیں کرتے ہوئے اس کام کو آگے بڑھائیں۔ اپنے روحانی پھلوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھیں۔ ان کی لذتوں سے فیض یاب ہوں اور آگے ان کو سراج بنادیں۔ ایسا سراج جو اَور چراغ روشن کرنے والا سراج بن جائے۔"

(خطبہ جمعہ 28 فروری1992ء)

مجلس انصار اللہ کے اراکین سے آپ نے خاص طور پر فرمایا:

"اگر مجلس انصار اللہ کا ہر ممبر یہ کوشش کرے کہ ہر سال ایک نئے ممبر کا اضافہ کرے خواہ وہ عمر کے اعتبار سے خادم ہی کیوں نہ ہو تو اس صورت میں یہ ہوگا کہ اگلے سال نئے شرکاء کی تعداد قریباً اتنی ہوگی جتنی پرانے شرکاء کی تھی۔ آپ پس دگنے ہونے شروع ہو جائیں گے۔ فطرت میں بھی یہی نظام جاری ہے اور اس کا پھر مقابلہ کرنا ناممکن ہوگا۔ فطرت نے اس طریق پر بڑھنے والی زندگی کی ضمانت دی ہے۔ چنانچہ جراثیم کی تعداد بھی اسی حساب سے اس طریق پر بڑھتی ہے۔ بیماریاں بھی اس طرح پھیلتی ہیں۔ چنانچہ ایک جراثیم سے آغاز ہوتا ہے جو چند گھنٹوں میں کروڑہا بن چکے ہوتے ہیں۔ بنیادی اصول مشترک ہے جس کے مطابق جراثیم ایک سے دو، دو سے چار اور چار سے آٹھ ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ نسخہ ہے جو خدا نے فطرت کے ذریعہ ہم پر ظاہر کیا ہے۔ اسی نسخہ سے مذاہب کی تاریخ ہمیں سمجھائی جو غالب آئے اور یہ واحد نسخہ ہے جو آج یا مستقبل میں کامیاب ثابت ہوگا۔ اللہ آپ پر رحم فرمائے اور اس مقصد کے حصول میں ہماری مدد فرمائے۔ جب اسے مجموعی طور پر دیکھیں تو انتہائی پُرکشش چیز معلوم ہوتی ہے لیکن جب آغاز کریں تو مشکل معلوم ہو سکتی ہے لیکن ہے نہیں۔ ایک فرد کے لئے ایک مزید فرد پیدا کرنا زیادہ مشکل کام نہیں۔ اگر ایک شخص صدق سے کوشش کرے اور دعا کرے تو یہ ممکن ہے۔"

(ترجمہ انگریزی خطاب سالانہ اجتماع انصار اللہ یو۔کے 1991ء)

نورِ اسلام سے دنیا میں سویرا کردے
دورِ مسرور میں یا رب یہ کرشمہ کردے
وہ جسے تُو نے چنا دیں کی امامت کے لئے
اس کی تدبیر کو تقدیر سے یکجا کردے
جس سے وابستہ ہے اسلام کی عظمت مولیٰ
اس کی عظمت کو نشانوں سے ہُویدا کردے
جس کے ہر کام میں ہے نصرتِ باری کی جھلک
اُس کے قدموں کو تو ہمدوشِ ثریا کردے
جس کے سینہ میں ہُوا نورِ سماوی کا نزول
اس کے انوار سے ہر دل میں اجالا کردے
تُو چُنے جس کو وہ بن جاتا ہے محبوبِ جہاں
اپنے پیارے کو ہر اک آنکھ کا تارا کردے
تُو ہے جب ساتھ تو پھر ساتھ ہے سارا عالم
ساری دنیا پہ تُو ظاہر یہ نظارہ کردے
روزِ روشن میں بھی جن آنکھوں میں کچھ نور نہیں
اپنی رحمت سے خدایا انہیں بینا کردے
تیرا انعام ہے یا ربّ یہ خلافت کی قبا
تو جسے چاہے عطا خلعتِ زیبا کردے
انتخاب اپنا تو ہے تیری رضا کا مظہر
کور چشموں پہ بھی یہ نکتہ ہُویدا کردے

(عطاء المجیب راشد)

تصحیح

گذشتہ شمارہ میں صفحہ ۱۷ کے دوسرے کالم میں سطر ۱۶ پر مدرسۃ الخواتین کے قیام کی تاریخ میں سن غلط شائع ہو گیا ہے۔ اصل تاریخ ۱۷ مارچ ۱۹۲۵ء ہے۔ اسی طرح صفحہ ۱۸ کالم ۲ سطر ۱۰ پر حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی وفات کا ذکر ہے لیکن سہواً آپؓ کا نام درست شائع نہیں ہوا۔ قارئین تصحیح فرمالیں۔

خدا تعالیٰ کرے ہم سب دعوت الی اللہ کے اہم فریضہ کی طرف صدق دل سے متوجہ ہوں اور دعاؤں سے کام لیتے ہوئے خدا تعالیٰ کے حضور جھکیں اور ایسے وجود بن سکیں جن کی توقع حضور رحمہ اللہ تعالیٰ نے ہم سے کی تھی۔ آمین

(THE MOLECULE HUNT)
ذرّہ کی تلاش

(ڈاکٹر شمیم احمد)

پروفیسر مارٹن جونز کیمبرج یونیورسٹی میں آثارِ قدیمہ کی سائنس کے پروفیسر ہیں۔ انہوں نے ایک ماہر آثارِ قدیمہ کی حیثیت سے کام کرنا شروع کیا مگر جلد ہی ان کا رجحان عام مضمون سے ہٹ کر Deoxyribonuleic Acid یا DNA کی ریسرچ کی طرف ہو گیا۔ DNA ایک جینیاتی مواد کا نام ہے جو خلیہ میں پایا جاتا ہے جس میں جسم کی تشکیل کے لئے خداتعالیٰ نے توارثی عنصر محفوظ رکھا ہوا ہوتا ہے۔ پہلے ان کی زیادہ دلچسپی زراعتی DNA میں رہی ہے مگر کچھ عرصہ کے بعد نباتاتی اور حیاتیاتی DNA کی طرف ان کی توجہ ہو گئی۔ اس مضمون پر انہوں نے لامحدود ریسرچ کی ہے اور دنیا بھر میں DNA پر ہونے والی ریسرچ پر ان کی نظر ہے۔ انہوں نے DNA اور اس کے متعلقہ مضامین پر بہت کچھ تحریر کیا ہے۔

ذیل میں ان کی کتاب "THE MOLECULE HUNT" (ذرہ کی تلاش) کا مختصر خلاصہ بطور تعارف قارئین کی دلچسپی کے لئے پیش ہے۔

کتاب کا مختصر تعارف

اس کتاب میں مصنف نے دنیا بھر میں DNA پر ہونے والی ریسرچ کا نچوڑ درج کر دیا ہے۔ ان کے لکھنے کا طریق یہ ہے کہ پہلے وہ مختلف ملکوں کی تہذیب اور تمدن کا ذکر کرتے ہیں پھر وہاں سے ملنے والے قدیم نباتاتی اور حیاتیاتی مواد کا تاریخی پس منظر بیان کرتے ہیں پھر ان سے دستیاب ہونے والے DNA اور اس کی اہمیت کو بیان کرتے ہیں۔ دنیا بھر سے ملنے والے قدیم مواد اور قدیم ترین DNA کی تاریخ اور پھر اس کا موازنہ اس کتاب میں درج ہے۔ پھر یہ کہ اس مضمون نے کس طرح ترقی کی ہے اور اس سے ہمیں گزشتہ اقوام، ان کی تاریخ، تہذیب اور تمدن کا کس طرح علم ہوتا ہے اور اس کا آئندہ ہونے والی سائنسی ترقی کے ساتھ تعلق بڑے دلچسپ انداز میں بیان کیا گیا ہے۔

پہلے باب میں مصنف نے بتایا ہے کہ انہوں نے 1960 میں آثارِ قدیمہ کے میدان میں کام کا آغاز سمرسیٹ (انگلستان) سے شروع کیا۔ کھدائی کے دوران جو چیزیں برآمد ہوئیں مثلاً برتن، پرانے درخت اور ان کی جڑیں نیز مختلف قسم کی ہڈیاں جو ہوا کی عدم موجودگی کی وجہ سے کافی حد تک اپنی اصلی حالت میں محفوظ تھیں۔ آہستہ آہستہ ان کا ذوق محض آثارِ قدیمہ سے ہٹ کر نباتاتی اور حیاتیاتی مواد کی طرف ہوتا چلا گیا۔ ان کے ساتھ ساتھ اور لوگ بھی اس میدان میں کام کر رہے تھے۔ اس طرح ۱۹۷۳ء میں آثارِ قدیمہ میں ایک نئے شعبہ کا آغاز ہوا جسے Bio-Archeology (حیاتیاتی آثار قدیمہ) کا نام دیا گیا۔ ۱۹۸۰ء تک ان کے لئے ایک نئے دور کا آغاز ہو چکا تھا۔ پہلے دور میں وہ صرف حیاتیاتی مواد پر کام کرتے تھے مگر اس کے بعد ان کی توجہ صرف خلیات اور اس کے مختلف حصوں کے مطالعہ کی طرف ہو گئی۔ ۱۹۸۰ء کے بعد سب کی توجہ DNA پر مرکوز ہو گئی۔ اس کے ساتھ ساتھ الیکٹرون مائکرو سکوپ اور سائنس میں ترقی کی وجہ سے خلیہ کے مرکزہ (Neucleus) اور DNA جو کہ زندگی کا بلیو پرنٹ ہے کو سمجھنا ان کے لئے آسان ہو گیا۔

خداتعالیٰ نے DNA میں یہ بات محفوظ رکھی ہوئی ہے کہ جب کسی جسم کی تشکیل ہو تو اس میں کیا کیا خواص ہوں گے یعنی اس کے قد و قامت، جسامت، بالوں اور آنکھوں کا رنگ وغیرہ کیسا ہو گا اسے بلیو پرنٹ کا نام دیا جاتا ہے۔ اس کے ساتھ انہیں معلوم ہوا کہ DNA کئی ہزار سال تک زیرِ زمین جہاں ہوا اور پانی کی کمی ہو محفوظ رہ سکتا ہے۔ اس دور میں دنیا بھر میں ریسرچ کرنے والوں نے DNA حاصل کر کے اس کے مختلف حصوں کا بڑی تفصیل سے مطالعہ کیا۔ اس مضمون کو Bio-Archeology (حیاتاتی آثار قدیمہ) کا نام دیا گیا۔

حیاتیاتی سائنس میں ایک عظیم انقلاب اس وقت آیا جب یہ معلوم ہوا کہ DNA شوگر فاسفیٹ کے دو دھاگوں DOUBLE-HELIX پر مشتمل ہے جو کہ آپس میں BASE-PAIRS کے ساتھ جڑے ہوئے ہیں جس میں چار BASE-PAIRS ہوتے ہیں جو کہ ایک خلیہ میں کیمیائی پیغام منتقل کرتے ہیں اور زمین پر تمام حیاتیاتی زندگی کی بنیاد بنتے ہیں۔ DNA ماسٹر بلیو پرنٹ ہے اور اس کے ساتھ RNA خلیہ کے RIBOSOMES (خلیہ کے اندر ایک حصہ کا نام) میں جا کر پیغام دیتا ہے کہ انہوں نے کس طرح اور کس قسم کی پروٹین تیار کرنی ہے۔ ان پروٹینز ہی سے جسم کے مختلف حصے یعنی ہڈیاں، خون، ہارمون اور دیگر اعضاء وغیرہ وجود میں آتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ سائنس میں مزید ترقی ہوئی کہ سائنسدانوں نے یہ معلوم کر لیا کہ DNA کے اندر BASE-PAIRS کو کس طرح علیحدہ کیا جا سکتا ہے۔ اس علم سے Gene Cloning (جینیاتی مواد کی افزائش) اور اس کے ساتھ ساتھ Genetic Engineering یعنی جینیاتی انجینیرنگ کی بنیاد پڑی۔

۱۹۱۱ء میں پہلی دفعہ حنوط شدہ لاشوں کے حصوں سے خلیات حاصل کئے گئے تو بعض میں مرکزہ موجود پایا گیا۔ ۱۹۸۱ء میں دو چینی سائنسدانوں نے دو ہزار سالہ پرانی ایک لاش دریافت کی تو اس کا جگر محفوظ حالت میں ملا جو کہ عام طور پر بہت جلد ختم ہو جاتا ہے۔ اس جگر کے خلیات میں سے انہوں نے Neuceic Acid حاصل کر لیا۔ بعد میں امریکی سائنسدانوں نے ایک جانور QUAGGA (جو کہ اب ناپید ہو چکا ہے) کی لاش دریافت کی اور اس کی جلد سے DNA حاصل کر لیا اور اس کے تجزیہ سے معلوم ہوا کہ اس کا DNA آج کے زیبرا سے ملتا جلتا ہے۔ اس طرح دیگر تجربات سے انہیں معلوم ہوا کہ

DNA کے BASE-PAIRS کے مطالعہ سے وہ جانوروں کے شجرہ نسب یعنی PHYLOGENETIC TREE تیار کر سکتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ان کا دھیان قدیم انسانی لاشوں کے DNA کی طرف مبذول ہوا اور انہوں نے اس قسم کی لاشوں کے مختلف حصوں سے DNA حاصل کرنا شروع کیا۔ سویڈن کے ایک سائنسدان نے مصری حنوط شدہ لاشوں سے جو تقریباً تین ہزار سال پرانی تھیں، کچھ حصے حاصل کر کے ایک خاص رنگ کے ذریعہ جو صرف DNA کو ظاہر کرتا ہے خالص DNA کو حاصل کر لیا جس میں پانچ سو BASE-PAIRS تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ DNA تباہ نہیں ہوا۔ اس کے ساتھ اس DNA کی کلوننگ یا افزائش پر تجربات شروع ہو گئے۔

اسی دَور میں ایک Enzyme دریافت ہوا جس کا نام Polymerase رکھا گیا جو DNA کے اندر Double Helix کی نہ صرف مرمت کرتا ہے بلکہ اس کی افزائش بھی کرتا ہے۔ ایک امریکی سائنسدان نے کیلی فورنیا میں سیر و تفریح کے دوران اس پر غور کرنا شروع کیا کہ کس طرح اور کن حالات میں اس Enzyme کو آئندہ استعمال کیا جا سکتا ہے تو اس نے ایک طریقہ دریافت کر لیا جس سے ایک DNA سے لاتعداد مالیکول (ذرات) تیار کئے جا سکتے ہیں۔ اس کا نام Polymersae Chain Reaction رکھا گیا جو کہ ایک بہت ہی اہم سنگِ میل کا حامل ہے۔

امریکہ میں ایک عورت کی لاش دریافت ہوئی جو کئی ہزار سال پرانی تھی مگر اس کا دماغ محفوظ تھا جو کہ عام طور پر جلد ہی تحلیل ہو کر ختم ہو جاتا ہے۔ اسی طرح ایک اور حنوط شدہ لاش کا دماغ بھی محفوظ حالت میں ملا۔ ان دونوں دماغوں سے بھی DNA حاصل کر لیا گیا۔

۱۹۹۰ء میں ایک درخت کا پتہ کھدائی کے دوران ملا جو کاربن ڈیٹنگ (ایک طریق جس سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کوئی چیز کتنی پرانی ہے) کے لحاظ سے بارہ سے بیس ملین سال پرانا تھا جس سے Chloroplast (پتوں کے اندر سبز رنگ) کا DNA بھی محفوظ حالت میں مل گیا۔ ۱۹۹۳ء میں تیس ملین سال پرانا DNA دریافت ہوا۔ اس کے بعد 65 ملین سال پرانے ڈائناسار اور پھر تین اور پھر چار سو ملین سال پرانی مچھلی کا DNA دریافت ہوا۔ کتاب میں دنیا میں مختلف مقامات پر ہونے والی ریسرچ کا ذکر ملتا ہے جس سے معلوم ہوا کہ اگر حالات مناسب ہوں تو DNA ملین سالوں تک محفوظ رہ سکتا ہے۔

اس ریسرچ میں مختلف جانوروں کی ہڈیوں سے جو تین سو سال سے لے کر 75000 سال تک پرانی تھیں جب DNA حاصل کیا گیا تو معلوم ہوا کہ ایک گرام ہڈی کے پاؤڈر سے پانچ مائکروگرام تک DNA حاصل کیا جا سکتا ہے۔ اس سے امریکہ اور انگلستان میں قدیم DNA پر ریسرچ کے راستے کھل گئے اور اس ریسرچ کے لئے حکومتوں نے بڑی بڑی رقوم مختص کر دیں۔

کتاب میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ بائبل اور عیسائی مذہب کے مطابق ہماری دنیا کی عمر صرف چھ ہزار سال تک ہے مگر جو مواد دنیا بھر سے مل رہا ہے اس کے تحت دنیا لاکھوں بلکہ ملین سالوں پرانی ہے۔ گویا سائنس اور عیسائی مذہب میں بہت تفاوت ہے۔ ڈارون کی تھیوری کا بھی ذکر ہے کہ دنیا کی ہر چیز Evolution سے بنی ہے اور ایک لحاظ سے مصنف اس سے متفق ہے۔ ان کا خیال ہے کہ چمپینزی انسان کے نزدیک ترین جانور ہے اور اندازاً پانچ ملین سال قبل اس سے جدا ہو کر انسان اپنی موجودہ شکل میں آیا ہے۔

انسانی اجسام کے علاوہ جانوروں، پودوں، چاول، مکئی اور دیگر حیاتیاتی مواد کے DNA کو بھی تلاش کیا گیا ہے اور اس شعبہ میں دنیا بھر کی ریسرچ کا ذکر کیا گیا ہے۔ اگر ان سب کے DNA کا مطالعہ کیا جائے تو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان کی عمر یا زندگی کتنی تھی یعنی کتنا عرصہ پہلے وہ دنیا میں موجود تھے۔ اس امر کو وہ Molecular Clock کا نام دیتے ہیں۔ اس سے مختلف اقسام کے جانوروں کا شجرہ نسب بھی بتایا جا سکتا ہے کہ وہ کتنے ہزار یا ملین سال قبل کس قسم کے جانور کے زیادہ قریب تھے مگر بعد میں پیدا ہونے والی تبدیلیوں کی وجہ سے ان کے اجسام کی شکل تبدیل ہو گئی۔ اسی طرح بہت سے جانور جو اب ناپید ہو چکے ہیں مگر مدفون حالت میں ملے ہیں ان کے DNA تک رسائی ہو چکی ہے۔ اس سے ان کی بناوٹ اور نسلوں تک کی معلومات اکٹھی ہو سکتی ہیں۔ دنیا کے مختلف خطوں میں پائے جانے والے DNA کے مواد سے یہاں تک معلوم ہو سکتا ہے کہ کس ملک میں کہاں سے پہلی دفعہ کوئی جانور مثلاً گھوڑا داخل ہوا۔ اس طرح یہ بھی معلوم کیا جا سکتا ہے کہ کتنے ملین سال قبل کوئی جانور اپنے سے ملتے جلتے جانور سے جدا ہو کر مختلف قسم کا جانور بنا۔ مثلاً گھوڑا اور زیبرا پہلے ایک ہی نسل کے جانور تھے مگر تقریباً دو ملین سال قبل ان میں فرق پیدا ہونا شروع ہوا اور آہستہ آہستہ یہ دو مختلف قسم کے جانور بن گئے۔

اس کتاب میں اس بات کا بھی ذکر ہے کہ کون سے عوامل حیاتیاتی مواد کو ضائع کرتے ہیں یا انہیں محفوظ رکھنے میں کارفرما ہوتے ہیں۔ زیرِ زمین مدفون چیزیں تیزابیت کی وجہ سے ختم ہو جاتی ہیں۔ اگر تیزاب نہ ہو اور ہوا اور جراثیم نہ ہوں تو ہڈیاں حتیٰ کہ دماغ تک محفوظ رہ سکتا ہے اور اس سے DNA نکالا جا سکتا ہے۔ پانی زندگی کی بقا کے لئے لازمی ہے مگر مدفون اجسام کے DNA کو ختم کرنے میں بہت اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اسی طرح آکسیجن کی موجودگی بھی DNA ختم کرنے میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ زیرِ زمین اگر پانی اور آکسیجن نہ ہو مثلاً PEAT (چکنی مٹی) کے نیچے دبی ہوئی چیزیں تو ان کا DNA تباہ ہونے سے بچ جاتا ہے۔ گویا جو امور زندگی کی بقا کے لئے لازمی ہیں وہی موت کے بعد ان کی تحلیل اور تباہی کا باعث بن جاتے ہیں۔

کتاب میں مصریوں کی حنوط شدہ لاشوں کا بھی ذکر ملتا ہے کہ وہ کس طرح لاشوں کو محفوظ کیا کرتے تھے۔ وہ اجسام کو تیزی کے ساتھ خشک کیا کرتے تھے اور بعد میں انگور کی شراب کے ساتھ غسل دیا کرتے تھے اور اس کے بعد لاشوں کو نمک کے ساتھ محفوظ کر لیا کرتے تھے۔ نمک اور شراب لاش کو پانی کے نقصان سے محفوظ کر دیتے ہیں۔ درجہ حرارت ایک اور اہم بات ہے جو نعشوں کو گلنے سے بچاتا ہے۔ گرین لینڈ میں بھی حنوط شدہ لاشیں ملی ہیں جن کے اندرونی اعضاء محفوظ حالت میں ملے ہیں جس کی وجہ بہت ہی کم درجہ حرارت کا ہونا تھا۔

کتاب میں اس بات کو بھی درج کیا گیا ہے کہ DNA / RNA کی فیکٹری میں جو مختلف قسم کی پروٹینز تیار ہوتی ہیں ان کے ذریعہ ۶۴ مختلف قسم کے پیغامات جسم کی تشکیل کے لئے پہنچائے جاسکتے ہیں کہ کس قسم کے نقوش تیار کرنے ہیں یا جسم میں کس قسم کی خصوصیات ہونی چاہئیں۔

خوراک کا اثر:

اس تحقیق کے دوران اس بات بھی علم ہوا کہ جو کچھ ہم کھاتے ہیں اس کا ریکارڈ ہماری ہڈیوں اور بالوں میں محفوظ رہ جاتا ہے۔ ہڈیوں میں ایسے Isotopic آثار ملتے ہیں جن سے معلوم ہوسکتا ہے کہ کسی انسان نے گزشتہ چند سالوں میں کس قسم کی خوراک استعمال کی تھی۔ اسی طرح بالوں کے معائنہ سے یہ معلوم کیا جاسکتا ہے کہ کسی نے گزشتہ چند ہفتوں یا مہینوں میں کس قسم کی غذا کھائی تھی۔ ایک آدمی جو تقریباً پانچ ہزار سال قبل برف میں جم کر مر گیا تھا اور اس کی لاش جمی ہوئی حالت میں ملی تھی اسے Ice Man کا نام دیا گیا۔ اس کے پاس شکار کے آلات ملے جس سے یہ خیال ہوا کہ وہ شکار کی تلاش میں نکلا ہوگا اور برف میں دب کر مر گیا ہوگا۔ جب اس کے بالوں کے DNA کا تجزیہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ وہ سبزی خور تھا۔ اب سوال پیدا ہوا کہ اس کے پاس شکار کے آلات کیوں پائے گئے۔ جب اس کی ہڈیوں سے حاصل شدہ DNA کا تجزیہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ وہ اصل میں گوشت خور ہی تھا کیونکہ اس کی ہڈیوں میں اس بات کا واضح ثبوت تھا۔ غالباً مرنے سے پہلے موسم کی وجہ سے چند ماہ وہ سبزیوں پر ہی گزارہ کرتا تھا آخر میں شکار کی تلاش میں نکلا اور واپس نہ جاسکا۔

جرائم کا سراغ:

ہڈیوں سے حاصل کردہ DNA کے ذریعہ قاتل کا سراغ اور مقتول کی پہچان کا ذکر کیا گیا ہے۔ خاص طور پر جب اس طریق کا پہلی دفعہ تجربہ کیا گیا تھا۔ یہ طریق اب بہت ترقی کر چکا ہے اور اس سے جرائم کی تحقیق میں بہت استفادہ کیا جارہا ہے اور آئندہ زمانوں میں اس تکنیک کا وسیع استعمال ہوگا۔

زارِ روس اور اس کے خاندان کا بھی ذکر ہے جو ۱۶؍ جولائی ۱۹۱۸ء کو قتل ہوا۔ اس وقت زارِ روس، زارینہ، ان کے پانچ بچے، خاندانی ڈاکٹر اور تین نوکر تھے جن کو قتل کر کے ایک گڑھے میں دفن کر دیا گیا اور ان پر سلفیورک ایسڈ (تیزاب) کا چھڑکاؤ کر دیا گیا۔ 72 سال بعد جب ان کی لاشوں کا سراغ ملا تو ان کی ہڈیوں کا تجزیہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ پانچ ڈھانچوں کی ہڈیوں سے حاصل شدہ DNA ایک ہی خاندان کی نشاندہی کرتا ہے یعنی پانچ بچوں کا DNA ایک جیسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ ان کے DNA کا زارِ روس کی خالہ اور بہن کے پوتوں اور پڑپوتوں کے DNA سے موازنہ کیا گیا تو ان سے ملتا جلتا تھا۔ اسی طرح زارینہ جو کہ ملکہ وکٹوریہ کی نواسی تھی اس کے DNA کا ملکہ وکٹوریہ کی دوسری بیٹی اور اس کے خاندان بشمول پرنس فلپ ڈیوک آف ایڈنبرا (جو ملکہ وکٹوریہ کے نواسے اور موجودہ ملکہ انگلستان کے خاوند ہیں) کے DNA کے ساتھ موازنہ کیا گیا تو معلوم ہوا کہ جو ہڈیاں روس میں دریافت ہوئی تھیں ان کا DNA انگلستان کے شاہی خاندان کے افراد کے DNA سے ملتا تھا۔ اس سے حتماً ثابت ہو گیا کہ جو ہڈیاں ملی تھیں وہ زارِ روس اور اس کے بیوی بچوں ہی کی تھیں۔

بیماریوں کا سراغ:

مختلف ہڈیوں بالخصوص پسلی اور کمر کی ہڈیوں سے مدفون لوگوں میں بیماریوں کا سراغ بھی لگایا جاسکتا ہے۔ مثلاً بعض ہڈیوں کے معائنہ کے دوران معلوم ہوا کہ آتشک، پلیگ اور تپدق کے جراثیموں کا DNA ان ہڈیوں میں محفوظ پایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ مدفون شدہ اشخاص ان بیماریوں کا شکار تھے۔ ان جراثیم کے DNA سے انکی افزائش بھی کی جاسکتی ہے۔

گزشتہ تیس سالوں میں DNA ریسرچ میں بڑا انقلاب آیا ہے جس کی وجہ بہتر تکنیکی علم، نئے آلات اور اداروں کی دلچسپی اور حکومتوں کی سرپرستی ہے۔ امید کی جاسکتی ہے کہ اس سے ہم اپنے ماضی اور ماضی کے انسانوں، حیوانات اور نباتات کے بارے میں بہتر جان سکیں گے۔ مستقبل میں بہت سی ایجادات انسانی ترقی اور صحت میں معاون ہوں گی۔

بقیہ: مجلس انصاراللہ کا قیام

اشاعت کے لئے آخری دم تک جدوجہد کرنا اور مجلس کے قیام کا دوسرا اہم مقصد تربیت اولاد ہے۔

بانی تنظیم مجلس انصار اللہ حضرت مصلح موعودؓ اس امر کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرماتے ہیں:

"انصار اللہ پر بڑی ذمہ داری اپنے نفوس کی اصلاح اور ماحول کی تربیت ہے۔ اگر انصار اللہ اس ذمہ داری کو پورا کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو پھر اس بات کی امید کی جاسکتی ہے کہ ہمارے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے ان وعدوں کو پورا کردے گا جو اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے کئے ہیں۔ یہ ضروری ہے کہ نسلاً بعد نسلٍ جماعت کی تربیت ہوتی رہے کیونکہ صرف اسی صورت میں اللہ تعالیٰ اسلام کو غالب کرے گا لیکن اگر ہم آئندہ نسلوں کی تربیت نہ کر سکے تو پھر غیر تربیت یافتہ نسل، اسلام کی کامیابیوں کا وارث نہیں ہوسکتی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو موعود سرزمین کی بشارت دی گئی تھی لیکن جب ماننے والوں نے ایسی قربانیاں پیش نہ کیں جن کا مطالبہ کیا گیا تھا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کو چالیس سال تک التوا میں ڈال دیا اور اس نسل کو اس سے محروم کردیا گیا۔ اس کے بعد اگلی نسل کو وہ تربیت حاصل ہوئی جو اس کامیابی کے لئے ضروری تھی تو اس دوسری نسل کے ذریعہ یہ وعدہ پورا ہوا۔ پس ہمیں آئندہ نسل کی تربیت سے کبھی غافل نہیں ہونا چاہئے۔"

(الفضل 18 ستمبر 1962ء)

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریوں کو کماحقہٗ ادا کرنے اور اس کے انعامات کا وارث بننے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

مجلس انصاراللہ کا قیام
ابتدائی حالات اور اس کے مقاصد

مکرم مولانا محمد کرم دین صاحب شاھد

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ كَمَا قَالَ عِیْسَى ابْنُ مَرْیَمَ لِلْحَوَارِیّٖنَ مَنْ اَنْصَارِیْۤ اِلَى اللّٰهِ قَالَ الْحَوَارِیُّوْنَ نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ "اے مومنو تم اللہ کے دین کے مددگار بن جاؤ جیسا کہ عیسیٰ ابن مریم نے جب حواریوں سے کہا کہ خدا کے (قریب لے جانے والے) کاموں میں میرا کون مددگار بنے گا تو وہ بولے کہ ہم اللہ کے دین کے مددگار ہیں۔"

آج سے قریباً دو ہزار سال قبل اللہ تعالیٰ کے ایک مامور و مرسل کے ذریعہ ایک مجلس انصار اللہ کا قیام عمل میں آیا تھا جب اللہ تعالیٰ کے اذن سے حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام نے اپنی قوم کو آواز دی تھی کہ اللہ کے کاموں میں میرا مددگار کون بنے گا؟ ایک جماعت نے حضرت مسیح علیہ السلام کی اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کا اعلان کیا تھا۔ یہ ماضی کا ایک واقعہ تھا مگر اللہ تعالیٰ نے موعود اقوام عالم، نبیوں کے سردار خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے ذریعہ دنیا میں ایک مرتبہ پھر اعلان فرمایا کہ كُوْنُوْٓا اَنْصَارَ اللّٰهِ اور شرط یہ عائد کی کہ مسیح ابن مریم علیہ السلام کے انصار میں کیا خاص بات ایسی تھی جو اللہ تعالیٰ کو پسند تھی کہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے انصار میں شامل ہونے والوں کا ابتدائی معیار بھی مقرر کر دیا کہ کم از کم مسیح ابن مریم علیہ السلام کے انصار جیسے بن کر دکھانا ہوگا۔

اس پہلو سے جب تاریخ کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو معلوم ہوتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے متبعین نے مسلسل تین سو سال تک اپنے ایمان کی حفاظت کی اور اپنے دین کی اشاعت کے لئے قربانیاں دی ہیں۔ ان کا صبر ان کی ثبات قدمی اور استقامت ہی ہے جو خدا تعالیٰ کو پسند آئی۔ جن کے ایثار اور قربانی کے طویل دور کا ذکر سورۃ کہف میں بھی بیان ہوا ہے۔ مگر حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام تو صرف ایک علاقہ اور ایک قوم کے لئے مخصوص تھے۔ حضرت مسیح علیہ السلام کی تعلیم کی اشاعت کے لئے اتنی عظیم قربانیاں ان کے متبعین کو دینی پڑیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ تو کُل عالم اور کُل اقوام کے لئے مامور اور مرسل ہیں۔ اس نسبت سے آیت مذکورہ میں اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ جس قدر قیمتی اور عظمت کی حامل کوئی شے ہوگی اس کی حفاظت کیلئے اسی قدر قربانی کی ضرورت پیش آئے گی نیز اس بات کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اے مومنو نَحْنُ اَنْصَارُ اللّٰهِ کا عہد کرو تو تمہاری نظر میں حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے انصار کی قربانیاں رہنی چاہئیں کیونکہ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی مجلس انصار اللہ میں شامل ہونا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی مجلس انصار اللہ کی قربانیوں کے بالمقابل کہیں زیادہ قربانیوں کا تقاضا کرتا ہے کہ تم اپنے عہد پر پورا اترنے کی توفیق پاسکو۔

تاریخ گواہ ہے کہ سورۃ صف میں جو پیغام قرونِ اولیٰ کے مسلمانوں کو دیا گیا تھا انہوں نے کس شان سے اپنے عہد کو پورا کیا۔ حضرت رسول کریم ﷺ کے انصار کا یہ عہد کہ ہم آپؐ کے آگے بھی لڑیں گے، آپؐ کے پیچھے بھی لڑیں گے، آپؐ کے دائیں بھی لڑیں گے، آپؐ کے بائیں بھی لڑیں گے اور دشمن آپؐ تک نہیں پہنچ سکتا جب تک وہ ہماری لاشوں پر سے گزر کر نہ آئے، ان کی اولوالعزمی اور فدائیت کے جذبہ کو ظاہر کرتا ہے اور یہی وجہ ہے آنحضورؐ کے جاں نثار فدائی اور آپؐ کے متبعین نے نصف صدی سے بھی کم عرصہ میں وہ انقلاب عظیم دنیا میں پیدا کر دکھایا جو حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے حواری اور متبعین تین سو سال میں بھی نہ کر سکے تھے۔ مگر آج حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کو گزرے ہوئے دو ہزار سال ہو چکے ہیں اور اب جس دور سے ہم گزر رہے ہیں یہ حضرت مسیح محمدیؑ کا بابرکت دور ہے۔ گویا یہ دور مسیح موسویؑ اور مسیح محمدیؑ کے انصار کا موازنہ دنیا کے سامنے پیش کرنے کا تقاضا کرتا ہے۔ اس اعتبار سے ہمیں اپنے ایثار اور قربانی کے معیار کا جائزہ لینا ہے اور مسیح محمدیؑ کی مجلس انصار میں شامل ہونے کے تمام تقاضوں پر پورا اترنا ہے کیونکہ مسیح محمدی کا زمانہ قیامت تک پھیلا ہوا ہے اور آپؑ کا علاقہ کُل عالم پر محیط ہے اور آپؑ کُل اقوام کے لئے مسیح و مہدی بنا کر مبعوث کئے گئے ہیں لہٰذا ہمیں اپنی ذمہ داریوں کا جائزہ لیتے ہوئے اپنے عہد پر پورا اترنے کی تسلی کرنا ہے۔

تنظیم مجلس انصار اللہ کا قیام اور ابتدائی حالات

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے آپؑ کی بیعت کرنے والے سب کے سب آپؑ کے انصار ہیں۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کے ایک خاص گروہ اور طبقہ کے لئے بھی انصار اللہ کا نام مخصوص رہا ہے۔ اس نام سے موسوم ہونے والے یعنی انصار اللہ کہلانے والوں پر کئی ادوار جماعت کی تاریخ کے اعتبار سے آئے ہیں۔ ایک دور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی کے ابتدائی صحابہ رضوان اللہ علیہم کا ہے اور ایک بالخصوص انصار اللہ کے نام سے وابستگی کا ہے۔ جس کا آغاز 1911ء میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمدؓ کے ذریعہ قبل ازیں خلافت اولیٰ میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل کی اجازت سے ہوا۔ جس کے لئے حضرت مرزا بشیر الدین

محمود احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اخبار بدر میں مَنْ اَنْصَارِیْ اِلَی اللّٰہ کے عنوان سے ایک مضمون دے کر انجمن انصار اللہ میں شمولیت کی احباب کو دعوت دی۔ جس کا بنیادی مقصد خلافت سے وابستگی، جماعت میں وحدت فکر پیدا کرنا اور تبلیغ اسلام کو مؤثر اور وسیع کرنا تھا اور اس انجمن کے سب سے پہلے ممبر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ بنے تھے۔

انصار اللہ کا دوسرا دور

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے 1926ء میں انجمن انصار اللہ کے نام سے بچوں کی ایک مجلس قائم فرمائی جس کا بنیادی مقصد نئی پود کی اصلاح، ان میں خدمت دین کا جذبہ ابھارنا اور انہیں اس قابل بنانا تھا کہ وہ آئندہ کی ذمہ داریوں کو کماحقہ، سنبھال سکیں۔

اس انجمن کے بچوں کی حضرت مصلح موعودؓ خود کلاس لیتے ان کی تربیت کرتے اور انہیں ہدایت فرماتے تھے۔ اس انجمن کے ممبران کیلئے حضور نے فرمایا کہ ہر ممبر کو آیت الکرسی اور تین آخری سورتیں یاد ہونی چاہئیں اور رات کو سوتے وقت تین بار پڑھنا چاہئے۔ ہر ممبر کے پاس تین چیزیں ہونی چاہئیں۔ یعنی قرآن کریم، ریاض الصالحین اور کشتی نوح۔ پندرہ سال سے زائد عمر کے لڑکے ہر روز چار رکوع قرآن اور دو صفحے کشتی نوح کے پڑھ لیا کریں اور اس میں کبھی ناغہ نہ ہو۔

انصار اللہ کا تیسرا دور

حضرت مصلح موعودؓ نے اپنی خداداد فراست سے جماعت میں نیکی اور تقویٰ کی روح کو قائم رکھنے کے لئے ذیلی تنظیموں کے قیام کی طرف توجہ فرمائی۔ پہلے لجنہ اماء اللہ کا قیام عمل میں آیا پھر نوجوانوں اور بچوں کی اصلاح کی غرض سے خدام الاحمدیہ اور اطفال الاحمدیہ کی تنظیمیں قائم ہوئیں اور سب سے آخر میں 26 جولائی 1940ء کے خطبہ جمعہ میں مجلس انصار اللہ کے قیام کا اعلان فرمایا۔ حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کو صدر اور حضرت مولوی عبدالرحیم درد صاحبؓ ایم اے، حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ اور مولوی فرزند علی صاحبؓ کو سیکرٹری نامزد فرمایا اور انہیں ہدایت کی کہ قادیان میں جو احمدی بھی چالیس سال سے زائد عمر کے ہیں انہیں فوری طور پر اس تنظیم میں شامل کیا جائے۔ البتہ بیرونی جماعتوں میں اس عمر کے افراد کی مجلس میں شمولیت کو طوعی رکھا گیا مگر یہ پابندی ضرور لگا دی کہ کوئی شخص امیر یا پریذیڈنٹ یا سیکرٹری نہیں ہو سکتا جب تک وہ کسی ذیلی تنظیم یعنی خدام الاحمدیہ یا انصار اللہ کا ممبر نہ ہو۔ اس طرح تنظیم مجلس انصار اللہ کا قیام عمل میں آیا اور بتدریج اس کا دائرہ وسیع تر ہوتا ہوا تمام دنیا میں اس تنظیم کی شاخیں احمدیت کے نفوذ کے ساتھ پھیلتی گئیں۔

مجلس انصار اللہ کا پہلا مقامی اجتماع 25 دسمبر 1941ء کو مسجد اقصیٰ قادیان میں مکرم نواب چوہدری محمد الدین صاحب کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ جنوری 1943ء سے مجلس کا دفتر باقاعدہ طور پر قائم کیا گیا۔ تقسیم ہند کے بعد جب پاکستان کا ایک آزاد مسلم مملکت کے طور پر قیام عمل میں آیا تو اسی اثناء میں 13 جنوری 1947ء کو حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے ان کی جگہ حضرت چوہدری فتح محمد صاحبؓ کو صدر مقرر فرمایا۔ 1950ء میں حضرت مصلح موعودؓ نے حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ ناظر اعلیٰ کو صدر مجلس انصار اللہ مقرر فرمایا۔

جب صاحبزادہ مرزا ناصر احمد صاحبؒ خدام سے انصار میں داخل ہوئے تو حضرت مصلح موعودؓ نے 1954ء میں آپ کو صدر مجلس انصار اللہ مقرر فرمایا۔ صدر مقرر ہوتے ہی محترم صاحبزادہ صاحبؒ نے مجلس کے سالانہ اجتماعات منعقد کرنے اور اسے مؤثر بنانے کی طرف خاص توجہ دی۔ مرکزی اجتماعات کے علاوہ ضلع وار اور علاقائی اجتماعات کا سلسلہ بھی شروع کیا گیا۔ مجالس میں مسابقت کی روح پیدا کرنے کے لئے علم انعامی کا طریق رائج کیا گیا۔ اسی طرح صحابہ کرام جو حیات تھے ان کے فوٹوز حاصل کئے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زندگی اور سیرت سے متعلق ایک ایک روایت ان کی اپنی آواز میں ریکارڈ کی گئی تاکہ آنے والی نسلیں اس سے استفادہ کر سکیں اور ان سے متعارف ہوں۔

نیز مجلس انصار اللہ کا سالانہ بجٹ مرتب کیا گیا، چندہ مجلس کی شرح مقرر کی گئی، مجلس شوریٰ مرکزیہ کا انعقاد عمل میں آیا، دفتر مرکزیہ کی تعمیر اور مجلس کے کام کو بہتر بنانے کے لئے مختلف قیادتوں کے قیام کا باقاعدہ آغاز حضرت مرزا ناصر احمد صاحبؒ کے دور صدارت میں ہوا۔

مجلس کے قیام کا مقصد

تنظیم مجلس انصار اللہ کا مقصد انصار اللہ کے عہد میں بیان ہوا ہے کہ اسلام واحمدیت کی مضبوطی اور اشاعت نظام خلافت کی حفاظت کے لئے آخر دم تک جدو جہد کرنا، اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہنا اور اپنی اولاد کو ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرنا ہے۔ یہ اتنا بڑا اور عظیم نصب العین ہے کہ اس عہد پر پورا اترنا اور اس کے تقاضوں کو پورا کرنا ایک عزم اور ایک دیوانگی چاہتا ہے۔

دور حاضر کا سب سے اہم دینی تقاضا دعوت الی اللہ ہے اور انصار اللہ کے عہد (اسلام واحمدیت کی مضبوطی اور اشاعت کیلئے آخر دم تک کوشاں رہنے) کی طرف ہی خلفاء احمدیت ہمیں بلاتے رہے ہیں۔ پس اس اعتبار سے دعوت الی اللہ کے لئے جو آواز دی جارہی ہے اس کی اوّلین مخاطب انصار اللہ ہی ٹھہرتی ہے اور انبیاء کرامؑ کی زندگی کے حالات اس بات کو واضح کر دیتے ہیں کہ منصب نبوت ورسالت پر عموماً مامورین اپنی چالیس سال کی عمر میں فائز کئے جاتے رہے ہیں۔ جن کا سب سے اہم کام دعوت الی اللہ ہی ہوتا ہے لہٰذا مجلس انصار اللہ پر اپنی عمر کی نسبت سے دعوت الی اللہ کے کام کو سرانجام دینے کی دوہری ذمہ داری عائد ہوتی ہے اور مجلس انصار اللہ کے قیام کا ایک مقصد یہ بھی ہے کہ اسلام واحمدیت کی مضبوطی اور

باقی صفحہ ۱۲ پر ملاحظہ فرمائیں

صاحب المعراج کا سفر آسمانی
اور انصار کا عالمی فریضہ

دوست محمد شاھد مؤرخ احمدیت

بانی انصاراللہ کی قلبی کیفیت

بانی انصاراللہ سیدنا حضرت مصلح موعودؓ (1889-1965ء) عہد حاضر میں منفرد شان کے حامل آیت اللہ اور مسیح الزماں مہدی دوراں حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے عشق الٰہی اور متضرعانہ دعاؤں کا اعجازی نشان اور تعلق باللہ کے چلتے پھرتے پیکر تھے۔

حضور نے ایک بار اپنی قلبی کیفیت کا نقشہ کھینچتے ہوئے ارشاد فرمایا:

"قومی لحاظ سے بڑائی تبھی ہوتی ہے جب قوم سے اللہ تعالیٰ کا نام وابستہ ہو جائے۔ اسی لئے مجھے یہ تڑپ رہتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی محبت تمہارے دلوں میں پیدا ہو جائے اور اس سے سچا اور مخلص تعلق پیدا ہو جائے۔ اور میں اس غرض کے لئے ہمیشہ کئی قسم کی کوشش کرتا رہتا ہوں۔ میں نے ہزاروں رستے اور ہزاروں ذرائع تمہارے سامنے رکھے۔ اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ان ذرائع پر عمل کر کے سینکڑوں اور ہزاروں مخلص بھی پیدا ہوئے"۔

(الفضل 22 جنوری 1960 صفحہ 11)

انصاراللہ جیسی انقلابی تحریک کی بنیاد

انہی بین الاقوامی ذرائع میں سے مجلس انصاراللہ جیسی انقلابی تحریک بھی ہے جس کی بنیاد حضور نے اپنے دست مبارک سے 26 / جولائی 1940ء کو رکھی اور فرمایا:

"تمہارا نام انصاراللہ ہے۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے مددگار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ازلی ابدی ہے۔ اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہیے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ۔ میں نے سیڑھیاں بنا دی ہیں۔ آگے کام کرنا تمہارا کام ہے۔ پہلی سیڑھی اطفال الاحمدیہ ہے۔ دوسری سیڑھی خدام الاحمدیہ ہے۔ تیسری سیڑھی انصاراللہ ہے۔ اور چوتھی سیڑھی خدا تعالیٰ ہے۔ تم اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرو۔ اور دوسری طرف خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔ تو پھر تمہارے لئے عرش سے نیچے کوئی جگہ نہیں۔ اور جو عرش پر چلا جائے وہ بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔ دنیا حملہ کرنے کی کوشش کرے تو زیادہ سے زیادہ دو سوفٹ پر حملہ کر سکتی ہے، وہ عرش پر حملہ نہیں کر سکتی"۔

انصار کو عالمی پیغام

نیز فرمایا:

"پس اگر تم اپنی اصلاح کر لو گے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو گے تو تمہارا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے گا۔ اور اگر تم حقیقی انصار اللہ بن جاؤ تو تمہارے اندر خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی اور وہ عیسائیت کی خلافت سے بھی لمبی چلے گی"۔ "وہ دن جس کا وعدہ دیا گیا ہے یقیناً آئے گا۔ لیکن جب آئے گا تو اس ذریعہ سے آئے گا کہ خلافت کو قائم رکھا جائے۔ تبلیغ اسلام کو قائم رکھا جائے۔ تحریک جدید کو مضبوط کیا جائے۔ اشاعت اسلام کے لئے جماعت میں شغف زیادہ ہو۔ اور دنیا کے کسی کونہ کو بھی بغیر مبلغ کے نہ چھوڑا جائے"۔

(الفضل 24 مارچ 1957ء صفحہ 3)

پر شوکت پیشگوئی

اس ضمن میں حضرت مصلح موعودؓ بانی مجلس انصاراللہ نے یہ پُر شوکت پیشگوئی فرمائی کہ:

"پہلے بھی خدا تعالیٰ ایسے ہی بندوں کے چہروں سے نظر آتا رہا ہے۔ اور اب ہمارے زمانہ میں بھی ایسے انسانوں کے چہروں سے خدا نظر آئے گا۔ اور ان کے دلوں اور ایمانوں سے ایسے معجزے ظاہر نہیں ہوں گے بلکہ برسیں گے۔ منکر انکار کرتے چلے جائیں گے۔ جبریل کا قافلہ بڑھتا جائے گا۔ اور آخر عرش تک پہنچ کر دم لے گا۔ عرش کا راستہ محمد رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات اپنی امت کے لئے کھول دیا ہوا ہے۔ اب کوئی ماں ایسا بیٹا نہیں جنے گی جو محمد رسول اللہ ﷺ کا کھولا ہوا راستہ بند کر سکے"۔

(الفضل 15 مارچ 1955ء صفحہ 1 تا 3)

فرش سے جا کر لیا دم عرش پر
مصطفیٰ کی سیر روحانی تو دیکھ
ہے اکیلا کفر سے زور آزما
احمدی کی روحِ ایمانی تو دیکھ

(کلام محمود)

ریجنل اجتماع ایسٹ ریجن

مجلس انصاراللہ ایسٹ ریجن یو کے کا اجتماع بروز اتوار 16 مئی 2004 سینٹ پیٹرز اینڈ پالز پارش سینٹر کے ہال میں منعقد ہوا۔ اجتماع مقررہ وقت پر مکرم مرزا فضل الرحمن صاحب ریجنل امیر کی صدارت میں شروع ہوا۔ تلاوت قرآن مجید مکرم برادرم رجب موانجے صاحب نے کی۔ مکرم محمدؐ اظہر احمدی صاحب نائب صدر انصاراللہ یو کے نے عہد دہرایا۔ کلام محمود سے نظم کے بعد صدر اجلاس نے افتتاحی خطاب میں تربیتی امور سے متعلق انصار کو اُن کی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلائی۔ اس کے بعد مکرم قریشی داؤد احمد صاحب ریجنل مربی نے دُعا کرائی۔

ورزشی مقابلہ جات مکرم شیخ نصیر احمد صاحب کی نگرانی میں ہوئے۔ جن میں صف اول اور صف دوم کی چار فٹ بال ٹیموں نے حصہ لیا۔ ان میں جلنگھم، بارکنگ، ریڈبرج اور نیوہم کی ٹیمیں شامل ہیں۔ فائنل مقابلہ جلنگھم نے بارکنگ کی فٹ بال ٹیم کو ہرا کر جیت لیا۔ اس کے بعد کلائی پکڑنے اور دوڑ کے مقابلے بھی ہوئے۔

نماز ظہر و عصر اور دوپہر کے کھانے کے بعد دوسرا اجلاس منعقد ہوا جس میں علمی مقابلہ جات کروائے گئے۔ مقابلہ تلاوت قرآن مکرم ڈاکٹر زاہد صاحب کی نگرانی میں ہوا جس میں 13 انصار نے حصہ لیا اور نظم کے مقابلہ میں 12 انصار نے حصہ لیا۔ دینی معلومات کے مقابلہ میں چھ ٹیموں نے حصہ لیا جن میں ریڈبرج کی ٹیم اول قرار پائی۔ آخر میں صف اول کے انصار کا میوزیکل چیئرز کا مقابلہ ہوا۔

اختتامی اجلاس کی کارروائی مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصاراللہ یو کے کے زیر صدارت شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد صدر صاحب نے انصاراللہ کا عہد دوہرایا اور انعامات تقسیم کئے۔

مکرم صدر صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں ایسٹ ریجن کی مجالس کی کارکردگی پر خوشنودی کا اظہار کیا۔ اور خاص طور پر سالانہ اجتماع یو کے 2003ء اور چیریٹی واک 2003ء میں شمولیت نیز بلحاظ تعداد اور فنڈ ریزنگ اعلیٰ کارکردگی پر ایسٹ ریجن کے تمام انصار، ریجنل ناظم مکرم ڈاکٹر نعیم احمد صاحب اور ان کے تمام زعماء کو مبارکباد پیش کی۔ اور آئندہ اپنی کارکردگی کو انفرادی اور اجتماعی سطح پر مزید بہتر بنانے کی طرف انصار کو توجہ دلائی۔

آخر میں مکرم ریجنل ناظم صاحب نے حاضرین، زعماء اور ریجنل عاملہ کا شکریہ ادا کیا۔ دعا کے ساتھ یہ اجتماع اختتام پذیر ہوا۔

(رپورٹ: معین ھاشمی، نائب ناظم عمومی)

جلسہ سالانہ جماعت احمدیہ برطانیہ ۲۰۰۴ء پر تشریف لانے والے معزز مہمانوں کی خدمت میں

اھلاً وَ سھلاً وَ مرحبا

منجانب مجلسِ انصاراللہ برطانیہ

جلسہ یوم خلافت ساؤتھ ریجن

30 مئی 2004ء بوقت 6 بجے شام مسجد بیت السبحان کرائیڈن میں مجلس انصاراللہ ساؤتھ ریجن کے زیر انتظام جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا جس کی صدارت مکرم محمد حنیف صاحب ریجنل امیر ساؤتھ ریجن نے کی۔ کل حاضری 275 رہی جن میں 50 انصار، 55 خدام، 50 اطفال، 87 لجنات اور 30 ناصرات شامل تھے۔

اجلاس کا آغاز حسبِ دستور تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو کہ عزیزم محمد صالح قمر نے کی اس کا ترجمہ مکرم ناصر احمد آرچرڈ صاحب نے پیش کیا۔ نظم مکرم ظہیر احمد صاحب نے پڑھی جس کا ترجمہ مکرم طاہر احمد صاحب نے پیش کیا۔

اس اجلاس میں سب سے پہلی تقریر مکرم محمد عیسٰی ویبے صاحب نے انگریزی میں کی جس میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی سیرت پر اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ بعد میں اس کا اردو ترجمہ مکرم کلیم احمد صاحب نے پیش کیا۔ اس کے بعد مکرم مولانا رانا مشہود احمد صاحب مربی سلسلہ نے خلافت کی اہمیت اور خلیفۂ وقت کی اطاعت اور اس کی برکات پر ایک پُر معارف تقریر فرمائی۔ اس تقریر کا انگریزی خلاصہ مکرم سعید احمد کھوکھر صاحب نے پیش کیا۔ نیز سامعین میں سے جن احباب نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی زندگی کے ایمان افروز واقعات سے سامعین کو محظوظ کیا ان میں مکرم چوہدری محمد ابراھیم صاحب، مکرم چوہدری عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ، مکرم ندیم احمد صاحب، مکرم محمد احمد صاحب مہاشا کے علاوہ دو لجنہ ممبرات بھی شامل تھیں۔

اس اجلاس کے اختتام پر صدر مجلس نے خلیفۂ وقت کی اطاعت اور خلافت کی برکات پر روشنی ڈالی۔ اجلاس کے اختتام پر حاضرین کی خدمت میں کھانا پیش کیا گیا۔

(رپورٹ سلیم احمد صاحب: نائب ناظم اشاعت سائوتھ ریجن)

آنحضرت ﷺ اور قیام توحید

ابوطاہر فارانی

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِیْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ

ترجمہ: اور ہم نے تجھ سے پہلے جتنے بھی رسول بھیجے ہیں ہم ان میں سے ہر ایک کی طرف یہ وحی کرتے تھے کہ حقیقت یہ ہے کہ میں ایک ہی خدا ہوں۔ پس صرف میری عبادت کرو۔ (سورۃ الانبیاء: ۲۶)

قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کے ہر دَور میں خدا تعالیٰ نے بلا استثناء ہر نبی کو یہی تعلیم دی کہ خدا تعالیٰ ایک ہے اور اس کی وحدانیت پر ایمان لانا ضروری ہے۔ اور اس کی ذات میں یا اس کی صفات میں کسی اور کو شریک نہ سمجھا جائے اور صرف اور صرف خدا تعالیٰ کی ہی عبادت کی جائے۔ سب انبیاء کا مشن شرک کی تخریب اور توحید کی اشاعت ہی تھا۔ گذشتہ انبیاء دنیا کے کسی خطہ میں ظہور پذیر ہوئے ان سب کا مشن مشترکہ تھا کہ بنی نوع انسان کو شرک کے خلاف تعلیم دی جائے اور انہیں سیدھے راستہ پر گامزن کیا جائے۔ قرآن کریم میں حضرت نوحؑ کا ذکر ملتا ہے کہ کس طرح انہوں نے دن رات اپنی قوم کو توحید کی طرف بلایا۔ حضرت ابراھیمؑ نے کس طرح اپنی قوم کے بتوں کو تباہ کر کے شرک کے عقیدہ کو باطل ثابت کیا۔ حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسیٰؑ نے بھی خدائے واحد کی پرستش کی تعلیم دی مگر جس طرح ہمارے پیارے آقا حضرت محمد ﷺ نے شرک کا بطلان ثابت کرنے اور شرک کے خلاف زندگی بھر جہاد کیا اس کی مثال کسی اور نبی کی زندگی میں نہیں ملتی۔

آنحضرت ﷺ نے جس تاریک دَور میں شرک اور بت پرستی کے خلاف جہاد کرنا تھا اور پھر توحید کے قیام کا عظیم الشان فریضہ سرانجام دینا تھا اس کے پیشِ نظر خدا تعالیٰ نے بچپن سے ہی آپؐ کے دل میں بت پرستی کے خلاف ایک نفرت رکھ دی تھی۔ بچپن میں حضرت ابو طالب اور آپ کے بعض رشتہ دار بتوں کے پاس جاتے اور آپ کو بھی لے جانا چاہتے تو آپ انکار کر دیا کرتے تھے۔ انہوں نے کافی کوشش کی کہ آپ بھی ان کے ساتھ جایا کریں مگر آپؐ کا اصرار کے ساتھ انکار دیکھ کر آپ کو ساتھ لے جانا چھوڑ دیا۔

حضرت علیؓ سے روایت ہے کہ زمانہ نبوت میں ایک دفعہ کسی نے پوچھا کہ یارسول اللہ آپ نے کبھی بتوں کو پوجا ہے تو آپؐ نے فرمایا نہیں، میں ان باتوں کو ہمیشہ ہی قابلِ نفرت سمجھتا رہا ہوں۔ اسی طرح ایک دفعہ آپؐ نے حضرت عائشہؓ سے فرمایا کہ آپؐ نے کبھی بھی بتوں کے چڑھاوے کا کھانا نہیں کھایا؟ اسی طرح جب آپؐ حضرت خدیجہؓ کا مال ملک شام میں تجارت کی غرض سے لے کر گئے تو وہاں ایک شخص نے لات اور عزیٰ کی قسم لینا چاہی تو آپؐ نے فرمایا کہ میں نے کبھی ان بتوں کی قسم نہیں کھائی اور نہ انہیں قابل توجہ سمجھا ہے۔

دعویٰ نبوت کے بعد آپؐ نے دن رات ایک ہی کام کو اپنا نصب العین بنا کر رکھا کہ قوم کو توحید کی تعلیم دی جائے تا کہ خدائے واحد کی پرستش ہو۔ اس عظیم نصب العین کو حاصل کرنے کے لئے آپؐ نے زندگی کا ہر لمحہ اور ہر قوت صرف کر دی۔ آپؐ کی قوم جو شرک میں ڈوبی ہوئی تھی اور بتوں کی محبت ان کے دل اور روح میں رچ بس گئی ہوئی تھی آپؐ کی تعلیم کے خلاف کھڑی ہو گئی۔ پہلے انہوں نے آپؐ سے درخواست کی کہ ان کے بتوں کے خلاف تعلیم نہ دیں اور یہ بھی کہا کہ آپ کا جو بھی مطالبہ ہو وہ اسے قبول کر لیں گے اور اگر آپؐ چاہیں تو آپ کو اپنا بادشاہ بھی تسلیم کر لیں گے اور اگر آپ کو مال و دولت کی تمنا ہے تو وہ بھی حاضر کر دیں گے۔ مگر آپؐ نے انہیں یہی جواب دیا کہ اگر وہ سورج کو آپؐ کے دائیں اور چاند کو بائیں ہاتھ پر بھی رکھ دیں تو بھی آپؐ خدا تعالیٰ کی وحدت کے بیان کو ترک نہیں کریں گے۔ جب انہوں نے آپؐ کا استقلال دیکھا تو آپ کو اور آپؐ کے صحابہ کو ایسی ایسی تکالیف دینی شروع کر دیں جن کے ذکر سے بدن پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔ آپؐ نے ان تمام مصائب کو بڑی خوشی کے ساتھ برداشت کیا مگر ایک لمحہ بھی اپنے کام اور فرض سے غافل نہیں ہوئے۔ جو تکالیف آپ کو اور آپؐ کے ماننے والوں کو دی گئیں ایسی تکالیف پہلے کسی نبی کو نہیں پہنچیں۔ صحابہ کو شدید اذیت دی گئی، زخمی ہوئے، قتل کئے گئے، رشتہ داروں حتیٰ کہ وطن کو چھوڑنا پڑا مگر آپؐ کے عزم میں ذرہ بھر بھی فرق نہیں پڑا۔ پہلے انبیاء نے صرف اپنی قوم سے مقابلہ کیا مگر آنحضرت ﷺ نے نہ صرف اپنی قوم بلکہ ہر قوم اور ہر مذہب کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کی توحید کا علم بلند کیا۔ خدا تعالیٰ کی توحید کے قیام کے لئے آپؐ کی محبت اور مساعی دیکھ کر عقل دنگ رہ جاتی ہے کہ کس طرح ہر قسم کی تکالیف کو بخوشی برداشت کر لیا مگر ایک ساعت کے لئے بھی برداشت نہیں کیا کہ خدا تعالیٰ کو چھوڑ کر کسی اور کے سامنے سر جھکایا جائے۔ مکہ کے شدید مخالف بھی حیرت زدہ تھے اسی لئے وہ کہتے تھے عَشِقَ مُحمدٌ رَبَّهٗ کہ محمدؐ تو اپنے رب کا عاشق ہو گیا ہے۔ اس میں کس کو کلام ہے واقعی آپؐ اپنے خدا کے عاشقِ صادق تھے۔ اسی لئے تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے: "قول بلے کہنے میں اس کی روح سب سے اوّل ہے، وہ توحید کا آدم ہے اور آدم سے بھی پہلے اپنے محبوب سے اس کا تعلق تھا"۔

آپؐ نے اپنی ساری زندگی اور اپنی ہر قوت توحید کے قیام اور احترام کے لئے گذار دی۔ بخاری کتاب الادب میں روایت ہے کہ حضرت عمرؓ نے ایک دفعہ کسی بات پر اپنے والد کی قسم کھالی۔ جب حضورؐ نے سنا تو انہیں فرمایا "اللہ تمہیں اپنے باپوں کی قسم کھانے سے منع کرتا ہے۔ جسے قسم اٹھانے کی ضرورت پڑے وہ اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے"۔

اسی طرح بیان آتا ہے کہ عامر بن مالک جو بنی عامر کا سردار تھا آپؐ کے پاس کوئی چیز تحفہ لے کر آیا۔ آپؐ نے اسے تبلیغ کی اور اسلام کی طرف دعوت دی جس پر اس نے انکار کر دیا۔ آپؐ نے غیرتِ توحید کا اظہار کرتے ہوئے اسے فرمایا کہ میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کرتا۔ اسی طرح کتاب الجہاد میں حضرت عائشہؓ بیان فرماتی ہیں کہ غزوہ بدر کے موقعہ پر ایک مشرک شخص حاضر ہوا جو اپنی بہادری کے لئے شہرت رکھتا تھا۔ اس نے جنگ میں اس شرط پر شامل

ہونے کی درخواست کی کہ مالِ غنیمت میں سے اسے بھی حصہ دیا جائے۔ صحابہ اسے دیکھ کر خوش ہوئے کہ ایک بہادر آدمی ان کے ساتھ جنگ میں شامل ہو گیا۔ مگر آنحضرت ﷺ نے اسے پوچھا کہ کیا وہ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاتا ہے جس پر اس نے انکار کر دیا۔ آپؐ نے فرمایا کہ وہ جنگ میں شامل نہیں ہو سکتا کیونکہ آپؐ کسی مشرک سے مدد نہیں لینا چاہتے۔ وہ پھر حاضر ہوا اور پھر جنگ میں شامل ہونے کی درخواست کی مگر آپؐ نے پھر انکار کر دیا۔ وہ تیسری دفعہ آیا اور پھر درخواست کی۔ آپؐ نے اسے پھر پوچھا کہ اللہ پر ایمان لاتے ہو؟ اس نے جب اثبات میں جواب دیا تو تو پھر فرمایا کہ شامل ہو سکتے ہو۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ کو توحید کے لئے کیسی غیرت تھی۔ جنگِ بدر کے موقعہ پر جب مسلمان بہت کم تعداد میں اور کمزور حالت میں تھے ایسے میں ایک شجاع اور دلیر جنگی کا مل جانا ایک غنیمت ہوتی ہے مگر آپؐ نے پسند نہ فرمایا کہ ایسی حالت میں بھی ایک مشرک سے مدد لی جائے۔

توحید کیلئے آپؐ کی غیرت کا ایک اور واقعہ ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ انتہائی پرخطر وقت میں بھی آپؐ توحید کی عظمت کے اظہار کیلئے کبھی خوف زدہ نہیں ہوئے۔ غزوہ احد میں جب مسلمانوں کو بظاہر شکست ہوئی اور کفار مکہ نے دوبارہ حملہ کر دیا تو مسلمانوں کو بہت نقصان اٹھانا پڑا۔ ستر مسلمان شہید ہوئے اور خود نبی کریم ﷺ زخمی ہو گئے اور آپؐ کی شہادت کی خبر پھیل گئی تو ابوسفیان نے فخر میں آکر مسلمانوں کو مخاطب کر کے کہا کہ تم لوگوں میں محمدؐ ہے؟ آپؐ نے مصلحت کی وجہ سے ارشاد فرمایا کہ جواب دینے کی ضرورت نہیں۔ مسلمانوں کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر ابوسفیان کا حوصلہ بڑھا اور اس نے پوچھا کیا تم میں ابو قحافہ کا بیٹا (حضرت ابو بکرؓ) ہے؟ آنحضور ﷺ نے پھر ارشاد فرمایا کہ کوئی جواب نہ دیا جائے۔ ابوسفیان نے تیسری دفعہ بلند آواز سے کہا کہ کیا تم میں خطاب کا بیٹا (حضرت عمرؓ) ہے؟ اس پر پھر آپؐ نے جواب نہ دینے کی ہدایت فرمائی۔ اس پر ابوسفیان کو یقین ہو گیا کہ وہ فتح یاب ہو چکے ہیں اور اس نے نعرہ لگایا اُعْلُ ھُبَل ۔ ھبل بت زندہ باد۔ یہ سن کر آپؐ نے صحابہ کو فرمایا تم جواب کیوں نہیں دیتے؟ صحابہ نے پوچھا کیا جواب دیا جائے؟ آپؐ نے فرمایا کہو: اللہ اعلیٰ و اجل۔ اللہ سب سے بلند اور اعلیٰ شان والا ہے۔ ابوسفیان نے بلند آواز سے کہا ہمارا تو عزیٰ بت ہے تمہارا کوئی عزیٰ نہیں۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا کہ جواب دو کہ اللہ ہمارا مولیٰ ہے اور تمہارا کوئی مولیٰ نہیں۔ اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ بے حد نازک وقت میں بھی جب آپؐ کی اپنی جان اور صحابہ کی جانوں کو شدید خطرہ تھا اس وقت بھی آپؐ نے توحید کیلئے غیرت کے اظہار کو نہیں چھوڑا اور کبھی اس سے خوفزدہ نہیں ہوئے۔

اسی طرح ایک واقعہ غزوہ حنین کے وقت کا ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ توحید پر آپؐ کا کس قدر گہرا ایمان تھا کہ اپنے لشکر کی کمان فرماتے ہوئے تیروں کی بوچھاڑ میں آگے بڑھتے رہے اور با آواز بلند فرماتے رہے

انا النبی و لا کذب انا ابن عبدالمطلب

یعنی میں نبی ہوں اور جھوٹا نہیں ہوں اور میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔

خدا تعالیٰ کی توحید کو پھیلانے کے لئے تیروں کی بوچھاڑ میں آگے بڑھتے رہنا اور دشمن کو للکار کر کہنا کہ دیکھو جو لوگ خدا کے نبی توحید پر کامل یقین رکھتے ہیں اور خدا تعالیٰ کی حفاظت ان کے ساتھ ساتھ چلتی ہے۔ ساتھ یہ وضاحت بھی فرما دی کہ میں تو عبدالمطلب کا بیٹا ہوں اور ایک انسان ہوں مگر وہ خدا جس کی توحید کی خاطر میں قربانی دے رہا ہوں وہ خود میری حفاظت فرمائے گا۔ اس واقعہ سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ آپؐ کو اپنی صداقت اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت پر کس قدر گہرا یقین تھا۔

ایک دفعہ طائف قبیلہ کے کچھ افراد آپؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اس شرط پر اسلام قبول کرنے کی خواہش ظاہر کی کہ نماز معاف کر دی جائے اور زنا، شراب اور سود کی اجازت دی جائے۔ رسول کریم ﷺ نے صاف انکار کر دیا۔ اس طرح ان لوگوں نے اپنے چند بتوں کو تین سال کے لئے منہدم نہ کرنے کی درخواست جسے حضور ﷺ نے ماننے سے انکار کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ ایک سال تک ان بتوں کو نہ گرایا جائے مگر آپؐ نے اسے بھی قبول نہ کیا۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احکام الٰہی اور قیام توحید کے لئے آپؐ کو کس قدر غیرت تھی اور اس ضمن میں ذرہ بھر فرق کرنے کو آپؐ تیار نہ تھے۔

فتح مکہ کا دن دنیا کی تاریخ میں اور بالخصوص سالام کی تاریخ میں ایک عجیب کیفیت کا حامل ہے۔ اس دن آپؐ نے اپنے رب کی عظمت اور وحدنیت کے اظہار کے لئے خانہ کعبہ کو تمام بتوں سے پاک کیا اور اپنی کمان سے ان کو گراتے رہے اور بڑے جلال سے یہ آیت پڑھتے رہے

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

کہ حق آ گیا اور باطل مٹ گیا اور وہ ہے ہی مٹنے والا۔ عام طور پر ایسی فتح کے موقعہ پر لوگ اپنی بڑائی سننا پسند کرتے ہیں مگر ہمارے آقا و مولا کے لئے یہ دن خدا تعالیٰ کی عظمت اور وحدانیت کے اظہار کا دن تھا تو آپؐ نے بلند آواز سے اللہ اکبر اللہ اکبر کے نعرے ہی بلند کئے۔ اس دن مکہ کی سرزمین نعرہ ہائے تکبیر سے گونج رہی تھی۔ کسی ایک موقعہ پر بھی آپؐ نے انکسار کو نہیں چھوڑا۔ بخاری میں آتا ہے کہ آپؐ یہ فرماتے رہے لا اله الا الله وحده اعز جنده و نصر عبده و صدق وعده و هزم الاحزاب وحده کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ ایک ہے اس نے اپنے لشکر کی عزت افزائی کی اور اپنے بندے کی مدد کی اور اپنا وعدہ پورا فرمایا اور تنہا اس نے تمام لشکروں کو پسپا کر دیا۔

خدا تعالیٰ نے ہمارے آقا کو وہ غیر معمولی کامیابی بخشی جو پہلوں کو کم ہی نصیب ہوئی کہ آپؐ کی زندگی میں آپؐ کی سب قوم ایک خدا کو ماننے والی ہو گئی اور آپؐ نے اپنے ہاتھوں سے خانہ کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔ وفات کے وقت بھی آپؐ کو سب سے زیادہ یہی خیال تھا کہ میری قوم بعد میں دوسری قوموں کی طرح اپنے نبی کو صفات الوہیت سے نہ منسلک کر دیں اور اس سے شرک کی راہ کھل جائے۔ آپؐ کو اس بات کا اس قدر خیال تھا کہ آپؐ نے مرض الموت میں یہ دعا کی اللّٰھم لاتجعل قبری وثنا۔ اے اللہ میری قبر کو بت پرستی کی جگہ نہ بنانا۔ اس میں آپؐ کی اپنی قوم کو یہ نصیحت تھی کہ کہیں پہلوں کی طرح میری قبر پر شرک نہ شروع کر دینا بلکہ ہمیشہ توحید پر قائم رہنا۔ آپؐ کا بچپن، جوانی، بڑھاپا، زندگی اور وفات یعنی ہر لمحہ اپنے ربّ کی عظمت اور توحید کے قیام کیلئے وقف تھا۔

حضرت مسیح موعودؑ اور یورپ میں دعوت الی اللہ

محمود احمد ملک

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"اس وقت ہمارے دو بڑے ضروری کام ہیں، ایک یہ کہ عرب میں اشاعت ہو، دوسرے یورپ پر اتمام حجت کریں۔...... یورپ والے حق رکھتے ہیں کہ اُن کی غلطیاں ظاہر کی جائیں جو ایک بندے کو خدا بنا کر خدا سے دُور جاپڑے ہیں۔ یورپ کا تو یہ حال ہو گیا ہے کہ اخلد الی الارض کا مصداق ہو گیا ہے کہ وہ زمین کی طرف جھک گیا ہے۔ طرح طرح کی ایجادیں، صنعتیں ہوتی رہتی ہیں۔ اس سے تعجب مت کرو کہ یورپ ارضی علوم و فنون میں ترقی کر رہا ہے۔ قاعدے کی بات ہے کہ جب آسمانی علوم کے دروازے بند ہو جاتے ہیں تو پھر زمین ہی کی باتیں سوجھا کرتی ہیں"۔

(روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۱/جولائی ۲۰۰۱ء)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت ہندوستان میں اُس وقت ہوئی جب وہاں انگریز کی حکومت تھی۔ انگریز اُس وقت دنیا بھر میں اتنے وسیع و عریض رقبہ پر قابض تھے جہاں سورج غروب نہیں ہوتا تھا۔ اس قبضہ سے جہاں انہوں نے معاشی طور پر انتہائی فوائد حاصل کئے وہاں مذہبی طور پر بھی عیسائیت کی تبلیغ اور مقبولیت میں اضافہ کرنے کی ہر پہلو سے کوشش کی اور اس مقصد کے لئے روپیہ بھی بے دریغ بہایا۔ بلکہ یہ کہنا بھی غلط نہیں ہو گا کہ عیسائیت کا فروغ بھی برطانوی حکومت کا اقتدار قائم رکھنے کا ایک ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ چنانچہ انگلستان کے وزیر اعظم لارڈ پامرسٹن نے کہا:

"یہ ہمارا فرض ہی نہیں بلکہ خود ہمارا مفاد بھی اس امر سے وابستہ ہے کہ ہم عیسائیت کی تبلیغ کو جہاں تک ہو سکے فروغ دیں اور ہندوستان کے کونے کونے میں اسے پھیلائیں"۔

(The Mission By Robert Clerk P234)

لارڈ لارنس (Laurence) جو ہندوستان کے وائسرائے بھی رہے ہیں، نے بھی بڑے جوش سے انہی خیالات کا اظہار کیا کہ جلد از جلد ہندوستان کو عیسائیت کے لئے فتح کر کے برطانیہ کی حکومت کو مستحکم کرنا چاہئے۔

(Lord Laurence's life vol 2 p 313)

جب انگریز ہندوستان کو عیسائیت کے لئے فتح کرنے کے منصوبے بنا کر انہیں پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے کوشاں تھے تو اُسی وقت مسیح محمدی نے دجالی منصوبوں کو ناکام کرنے کے لئے خدا تعالیٰ کی دی ہوئی توفیق کے ساتھ ایسے عقلی اور نقلی دلائل کے ڈھیر لگادئے جنہوں نے تثلیث اور کفارہ کے عقائد کو غلط ثابت کر کے عیسائیت کی بنیادوں پر کاری ضرب لگائی۔ اگرچہ یہ آواز آغاز میں محض ایک معمولی سے مقام سے بلند ہوئی تھی لیکن خدا تعالیٰ نے اس آواز کو غیر معمولی برکت دینے کا فیصلہ کر رکھا تھا اور مختلف بشارات کے ذریعہ حضرت اقدس علیہ السلام کو آئندہ ملنے والی آسمانی ترقیات کی بشارت دی جا رہی تھی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام نے اپنی ایک رؤیا کا ذکر یوں فرمایا ہے:-

"مَیں نے دیکھا کہ مَیں شہر لنڈن میں ایک منبر پر کھڑا ہوں اور انگریزی زبان میں ایک نہایت مدلّل بیان سے اسلام کی صداقت ظاہر کر رہا ہوں۔ بعد اس کے مَیں نے بہت سے پرندے پکڑے جو چھوٹے چھوٹے درختوں پر بیٹھے ہوئے تھے اور اُن کے رنگ سفید تھے۔"

(ازالہ اوہام. طبع اوّل. صفحہ ۵۱۵)

اگرچہ حضورؑ کو اردو، عربی اور فارسی پر دسترس حاصل تھی اور خداداد لیاقت سے نثر اور نظم کے کہنے پر قدرت بھی حاصل تھی لیکن پھر بھی حضورؑ کی خواہش تھی کہ دعوت الی اللہ کے لئے انگریزی زبان بھی سیکھ لیں۔ چنانچہ اپنی اس خواہش کا اظہار یوں فرمایا:

"ہمارے اختیار میں ہو تو ہم فقیروں کی طرح گھر بہ گھر پھر کر خدا تعالیٰ کے سچے دین کی اشاعت کریں اور اس ہلاک کرنے والے شرک اور کفر سے جو دنیا میں پھیلا ہوا ہے لوگوں کو بچالیں۔ اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھا دے تو ہم خود پھر کر اور دورہ کر کے تبلیغ کریں اور اسی تبلیغ میں زندگی ختم کر دیں، خواہ مارے ہی جاویں۔"

(ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۱۹)

"اگر خدا تعالیٰ ہمیں انگریزی زبان سکھادے......" اس فقرہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کے دل میں دعوت الی اللہ کے لئے انگریزی زبان سیکھنے کی کس قدر خواہش موجود تھی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اپنی کتاب "ذکرِ حبیبؑ" میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ کو یہ خیال ہوا کہ آپ انگریزی زبان کو سیکھیں۔ انگریزی حروف کو آپ پہچانتے تھے مزید تعلیم کے واسطے آپ نے یہ تجویز کی کہ انجیل متی کی عبارت انگریزی کو اردو حروف میں لکھا جائے اور ہر ایک لفظ کے نیچے اس کے معنے دیئے جائیں"۔ چنانچہ حضرت مفتی صاحبؓ نے حضورؑ کی خواہش کے مطابق یہ کام کر کے خدمت اقدس میں پیش کیا۔

انگریزوں میں تبلیغ کے سلسلہ میں حضورؑ نے ایک بار فرمایا:

"اگر اہل امریکہ و یورپ ہمارے سلسلہ کی طرف توجہ نہیں کرتے تو وہ معذور ہیں اور جب تک ہماری طرف سے ان کے آگے اپنی صداقت کے دلائل نہ پیش کئے جائیں وہ انکار کا حق رکھتے ہیں۔ ہماری صداقت کے دلائل و حقیقت اسلام پر ایک مستقل کتاب انگریزی میں چھاپ کر ان کو

پیش کی جاوے"۔

(ملفوظات جلد پنجم. صفحه ۱۵۰)

حضور علیہ السلام نے صرف مذکورہ ارشاد پر ہی اکتفاء نہیں فرمایا بلکہ محترم مولوی محمد علی صاحب کو یہ کتاب لکھنے کا ارشاد بھی فرمایا۔ اسی طرح اپنی بعض پیشگوئیوں اور اشتہارات کا انگریزی میں ترجمہ کر کے بھی چھپوایا۔ نیز حضورؑ کو علم تھا کہ جو اصحاب بھی انگریزی زبان کے حوالہ سے آپؑ کی خدمت کی سعادت حاصل کرتے ہیں وہ محض ثواب کی نیت سے ہی کرتے ہیں چنانچہ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ نے جب ایک انگریزی اشتہار کا ترجمہ کر کے حضورؑ کو سنایا تو آپؑ نے فرمایا: "اس میں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے کہ ہم نے انگریزی نہیں پڑھی کہ (اللہ تعالیٰ) آپ لوگوں کو ثواب میں شامل کرنا چاہتا ہے۔ انگریزی اگر ہم پڑھے ہوئے ہوتے تو اردو کی طرح اس کے بھی دو چار صفحے ہم لکھ دیا کرتے مگر خدا نے چاہا کہ جیسے آپ ہیں اور مولوی محمد علی صاحب ہیں آپ جیسے لوگوں کو بھی یہ ثواب دیا جائے۔"

(ملفوظات جلد پنجم. صفحه ۴۸۰)

۱۳ر جنوری ۱۸۹۲ء کو پہلے انگریز نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیعت کا شرف حاصل کیا جن کا ذکر کرتے ہوئے حضورؑ نے حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ کو خط کے ذریعہ ان الفاظ میں اطلاع فرمائی:

"سردار ویٹ جان خلف الرشید مسٹر جان ویٹ کہ ایک جوان تربیت یافتہ، قوم انگریز، دانشمند مدبر آدمی، انگریزی میں صاحب علم آدمی ہیں اور کرنول احاطہ مدراس میں بعہدہ منصفی مقرر ہیں، آج بڑی خوشی اور ارادت اور صدق دل سے سلسلہ بیعت میں داخل ہوگئے۔ ایک باہمت آدمی اور پرہیزگار طبع اور محب اسلام ہیں۔ انگریزی میں حدیث اور قرآن کو دیکھا ہوا ہے۔...... وہ مشورہ دیتے ہیں کہ ہر ایک ملک میں واعظ بھیجنے چاہئیں اور کہتے ہیں کہ ایک مدراس میں واعظ بھیجا جاوے۔ اس کی تنخواہ کیلئے مَیں ثواب حاصل کروں گا۔ غرض زندہ دل آدمی معلوم ہوتا ہے...... محققانہ طبیعت رکھتے ہیں اور علوم جدیدہ میں مہارت رکھتے ہیں۔ زیادہ تر خوشی یہ ہے کہ پابند نماز خوب ہے۔ بڑے التزام سے نماز پڑھتا ہے۔"

(مکتوبات احمدیه جلد پنجم، نمبر ۲. صفحه ۱۱۷)

حضورؑ کو انگریزوں کو دعوت الی اللہ کا اس قدر خیال تھا کہ ۱۸۹۳ء میں حضور علیہ السلام نے ملکہ وکٹوریہ کو بھی ایک خط کے ذریعہ دعوت اسلام دی۔

(تاریخ احمدیت، جلد دوم)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام دیگر مذاہب کے مقابل پر اسلام کی برتری ثابت کرنے کے لئے ہر پہلو سے کوششیں فرما رہے تھے۔ چنانچہ احمدیت کے آغاز کے صرف پانچ سال بعد ۱۸۹۴ء میں لندن میں پادریوں کی عالمی کانفرنس میں لارڈ بشپ آف گلوسٹر ریورنڈ چارلس جان ایلی نے احمدیت کے متعلق تشویش کا اظہار کرتے ہوئے عیسائی دنیا کو متنبہ کیا کہ "اسلام میں ایک نئی حرکت کے آثار نمایاں ہیں۔...... اس نئے اسلام کی وجہ سے محمد کو پھر وہی پہلی سی عظمت حاصل ہوتی جا رہی ہے"۔

(تاریخ احمدیت. جلد دوم. صفحه ۳۲۷)

۱۸۹۷ء میں ملکہ وکٹوریہ کو اُن کی ساٹھ سالہ جوبلی کے موقع پر حضور علیہ السلام نے دوبارہ دعوت اسلام دی اور اس مقصد کے لئے ایک رسالہ "تحفہ قیصریہ" بھی تحریر فرمایا۔

(تاریخ احمدیت. جلد دوم. صفحه ۴۴۴)

حضور اقدسؑ نے یورپ وامریکہ کے رہنے والے کئی افراد سے خطوط کے ذریعہ تبلیغی روابط بھی قائم فرمائے۔ نیز ۱۵ر جنوری ۱۹۰۱ء کو "ایک ضروری تجویز" کے عنوان سے ایک اشتہار شائع فرمایا جس میں اپنی اس دلی تڑپ اور درد کا اظہار فرمایا اور تجویز دی کہ انگریزی میں تبلیغ کے لئے ایک رسالہ جاری کیا جائے۔ چنانچہ جنوری ۱۹۰۲ء سے مغرب میں بسنے والوں کو دعوت الی اللہ دینے کے لئے ایک انگریزی رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کا اجراء ہوگیا۔ یورپی اخبارات نے اس رسالہ کا بھرپور خیر مقدم کیا۔

۱۷ر نومبر ۱۹۰۲ء کو ایک یورپین سیاح جناب ٹی۔ ڈکسن نے قادیان آکر حضور علیہ السلام سے درخواست کر کے آپؑ کے تین فوٹو اُتارے۔

(اخبار "الحکم. ۲۴/نومبر ۱۹۰۱ء صفحه ۳،۱)

حضور علیہ السلام نے ان تصاویر کا واحد مقصد یہی بیان فرمایا کہ چونکہ حضورؑ کے لئے مغربی دنیا میں ہر جگہ خود جا کر دعوت الی اللہ کرنا ممکن نہیں اس لئے مغرب کے بعض چہرہ شناس لوگ ان تصاویر کے ذریعہ ایمان لے آئیں گے۔ چنانچہ رسالہ "ریویو آف ریلیجنز" کے ذریعہ جب حضورؑ کی تصویر کی اشاعت مغربی ممالک میں ہوئی تو ۱۹۰۲ء سے ۱۹۰۵ء کے دوران بے شمار خطوط موصول ہوئے جن میں لکھا گیا کہ "علم فراست کی رو سے یہ شخص کاذب نہیں"، "یہ نبیوں کی سی صورت ہے"، "بالکل یسوع مسیح کی طرح ہے"، "عظیم مفکر ہے"۔ ایک انگریز نے کہا کہ "کسی اسرائیلی پیغمبر کی فوٹو ہے"۔

(تاریخ احمدیت جلد سوم. صفحه ۶۴ و ۲۰۰)

۹ر ستمبر ۱۹۰۲ء کو لندن کے ایک گرجا گھر کے پادری جان ہیوگ سمتھ پگٹ نے مسیح ہونے کا دعویٰ کر دیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے انتباہ کے باوجود بھی جب وہ اپنی جھوٹی نبوت کی تشہیر سے باز نہ آیا۔ تب جلد ہی نہایت ذلیل ہو کر حضور علیہ السلام کی نبوت پر مہر صداقت ثبت کر گیا۔

(تاریخ احمدیت. جلد سوم. صفحه ۲۶۳)

حضرت مسیح موعودؑ یہ پسند نہیں فرماتے تھے کہ نوکری کی غرض سے انگریزی زبان سیکھی جائے۔ دراصل اُس زمانہ میں مسلمانوں میں دو قسم کے لوگ پائے جاتے تھے۔ ایک وہ تھے جو انگریزی سیکھنا کفر کے برابر سمجھتے تھے اور انگریزی سیکھنے والوں کو کافر گردانتے تھے۔ دوسرے وہ تھے جو انگریزی زبان کے ذریعہ انگریزوں کی ملازمت کرتے ہوئے ترقیات حاصل کرنے کی خواہش رکھتے تھے اور محض دنیاداری کی خاطر اس زبان کو سیکھنا چاہتے تھے۔ حضورؑ کے نزدیک انگریزی تعلیم حاصل کر کے نوکر ہو جانا دین کا کام نہیں تھا بلکہ یہ قوم کو

غلام بنانے کی تدابیر میں سے ایک تھی۔

(ملفوظات جلد دوم. صفحہ ۳۴۳)

ایک موقع پر فرمایا کہ:

"صرف کوئی انگریزی زبان میں کتنی ہی ترقی کرلے اور اس کا نتیجہ بجز دنیا کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔ یوں دیکھ لینا چاہئے کہ جو بچے ایسے ہیں کہ ان کے ماں باپ ہر دو انگریز ہیں' ان کا انگریزی میں کمال ان کو دین میں فائدہ دے سکتا ہے کیونکہ یہ زبان وہ نہیں جس کے ساتھ فخر کیا جاسکے۔ معاش بے شک انسان پیدا کر سکتا ہے مگر معاش تو ایک مزدور بھی ویسا ہی پیدا کر لیتا ہے بلکہ وہ مزدور اچھا ہے کیونکہ اس کے ساتھ وساوس نہیں ہیں۔"

(ملفوظات جلد چہارم. صفحہ ۲۷۶)

دراصل حضورؑ انگریزی زبان کو محض دنیا کے حصول کے لئے سیکھنے کے خلاف تھے، نہ کہ انگریزی زبان کے خلاف نہیں تھے۔ چنانچہ فرماتے ہیں:

"ہمارا منشاء یہ نہیں کہ انگریزی مت پڑھو۔ خود ہماری جماعت میں بہت انگریزی خواں ہیں اور بی، اے اور ایم، اے تک تعلیم یافتہ ہیں اور معزز سرکاری عہدوں پر ملازم ہیں لیکن ہمارا منشاء یہ ہے کہ اس سے نیک فائدہ اٹھاؤ اور اس کے برے فلسفہ سے بچو جو انسان کو دہریہ بنا دیتا ہے۔ ہر شے میں ایک اثر ہوتا ہے۔ چونکہ انگریزی میں بہت سی کتابیں اس قسم کی ہیں جو دہریت یا دہریت کی طرف جھکے ہوئے خیالات اپنے اندر رکھتی ہیں۔ اس واسطے بغیر کسی زبردست رشد اور فضل الٰہی کے ہر ایک شخص اس سے کچھ نہ کچھ حصہ ضرور لے لیتا ہے۔"

(ملفوظات جلد چہارم. صفحہ ۲۷۶)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اگرچہ انگریزی سے نابلد تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپؑ کو اس زبان میں بہت مرتبہ الہامات سے نوازا۔ اس وحی الٰہی کو ایک نشان قرار دیتے ہوئے حضورؑ فرماتے ہیں:

"چونکہ ہر ایک چیز کا خدا مالک ہے اس لئے وہ یہ بھی اختیار رکھتا ہے کہ کوئی عمدہ فقرہ کسی کتاب کا یا کوئی عمدہ شعر کسی دیوان کا بطور وحی میرے دل پر نازل کرے۔ یہ تو زبان عربی کے متعلق بیان ہے مگر اس سے زیادہ تعجب کی یہ بات ہے کہ بعض الہامات مجھے ان زبانوں میں بھی ہوتے ہیں جن سے مجھے کچھ بھی واقفیت نہیں جیسے انگریزی یا سنسکرت یا عبرانی وغیرہ جیسا کہ براہین احمدیہ میں کچھ نمونہ ان کا لکھا گیا ہے اور مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ یہی عادت اللہ میرے ساتھ ہے اور یہ نشانوں کی قسم میں سے ایک نشان ہے جو مجھے دیا گیا ہے جو مختلف پیرایوں میں امور غیبیہ پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں اور میرے خدا کو ان کی کچھ بھی پرواہ نہیں کہ کوئی کلمہ جو میرے پر بطور وحی القاء ہو وہ کسی عربی یا انگریزی یا سنسکرت کی کتاب میں درج ہو کیونکہ میرے لئے غیب محض ہے۔"

(نزول المسیح. روحانی خزائن جلد ۱۸. صفحہ ۴۳۵)

بطور نمونہ حضرت اقدس علیہ السلام کے چند انگریزی الہامات ملاحظہ فرمائیں اور اللہ تعالیٰ کے اس نشان پر اُس کی حمد اور تسبیح کریں:

1. I shall give you a large party of Islam.
2. God is coming by His Army.
3. The days shall come when God shall help you.
4. You must do what I told you.
5. Though all men should be angry but God is with you. He shall help you. Words of God cannot exchanged.

"حیات احمد" میں حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ بیان فرماتے ہیں:

"جب کبھی انگریزی الہامات آپؑ کو ہوتے تو آپ کو ان کے معانی معلوم کرنے کیلئے کسی انگریزی خواں کی تلاش ہوتی گو ان کی تفہیم کبھی ساتھ بھی ہو جاتی تھی۔"

(جلد اوّل صفحہ ۲۲۱)

بہت سے انگریز مختلف اوقات میں قادیان آکر حضرت مسیح موعودؑ سے ملاقات کا شرف حاصل کرتے رہے۔ انگلستان کے ایک ماہر ہئیت دان ڈاکٹر کلمنٹ ریگ ۱۲/ مئی ۱۹۰۸ء کو حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ کی دعوت پر قادیان آئے اور حضرت اقدس علیہ السلام سے ملاقات کا شرف حاصل کیا۔

("بدر". ۲۶/مئی ۱۹۰۸ء)

بعد ازاں ڈاکٹر ریگ ۱۸/ مئی ۱۹۰۸ء کو دوبارہ حضور علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سائنس و مذہب کے موضوع پر حضورؑ کے ارشادات سے فیض حاصل کیا۔

("الحکم". ۳۰/مئی ۱۹۰۸ء)

۱۹۱۵ء میں ڈاکٹر ریگ نے قبول احمدیت کی توفیق پائی۔

پس ہم یورپ میں رہنے والے احمدیوں کو اس امر کا احساس ہونا چاہئے کہ ہمارے آقا علیہ السلام کے دل میں دیار مغرب کے باسیوں کو اسلام کی دعوت دینے کی تڑپ کیسی شدید تھی۔ اور دراصل یہ حضورؑ کی دعائیں ہی ہیں جنہوں نے احمدیوں کو اس قابل کر دیا کہ وہ قادیان سے ہزاروں میل دور آکر تبلیغ اسلام کا حق ادا کر سکیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں دعوت الی اللہ کی ہر پہلو سے توفیق عطا فرمائے۔

مجلس انصار اللہ یوکے کا سالانہ اجتماع 2004ء

امسال سالانہ اجتماع انصار اللہ برطانیہ 24-25-26 ستمبر 2004ء بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ و اتوار مسجد بیت الفتوح میں منعقد ہوگا۔

حسبِ روایت نماز تہجد، درس قرآن، حدیث، سیرت النبیؐ اور ذکرِ حبیبؑ کے پروگرام اجتماع کا خاص حصہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ تعلیم، تربیت اور تبلیغ کے متعلق دلچسپ پروگرام شامل ہوں گے۔ انصار ابھی سے چھٹیوں کا پروگرام بنالیں اور اجتماع میں شمولیت فرمائیں۔ مزید معلومات کے لئے اپنے زعیم، ریجنل ناظم یا زعیم اعلیٰ سے رابطہ فرمائیں۔

(چیئرمین اجتماع کمیٹی)

سالانہ چیرٹی واک انصار اللہ یو کے 2004

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے 1987ء میں جماعت احمدیہ کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ وہ خدمت خلق کے مختلف پہلو تلاش کریں اور چیرٹی واک کا انتظام بھی کیا کریں۔

بنیادی طور پر اس واک کے دو بڑے مقاصد تھے کہ جماعت میں عملی کاموں کی طرف توجہ بڑھے اور بیداری پیدا ہو نیز اس کے ذریعہ بنی نوع انسان کی خدمت کا موقعہ پا کر خدا تعالیٰ کی خوشنودی حاصل کی جائے۔ چنانچہ پہلی چیرٹی واک جب منعقد ہوئی تو اس میں صرف ایک سو کے قریب احباب شریک ہوئے اور تقریباً 1500 پاؤنڈ چیرٹی کے طور پر تقسیم کئے گئے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل سے گذشتہ سال ساڑھے سات سو احباب اس واک شامل ہوئے اور 32000 پاؤنڈ مختلف فلاحی تنظیموں کو دیئے گئے۔ اس سال کا ٹارگٹ 50000 پاؤنڈ تھا۔

امسال چیرٹی واک 6؍جون کو یارک شائر میں منعقد ہوئی جس کا افتتاح مکرم رفیق حیات صاحب امیر یو کے نے دعا کے ساتھ فرمایا۔ اس میں 654؍ احباب شامل ہوئے جبکہ پانچ فلاحی تنظیموں کے نمائندگان نے بھی شمولیت فرمائی اور حاضرین کو اپنی اپنی تنظیموں کے کاموں کی تفصیل سے آگاہ کیا۔ مکرم چوہدری وسیم احمد صاحب صدر مجلس انصار اللہ یو کے نے ان نمائندگان کا شکریہ ادا کیا اور ان کی خدمت میں قرآن کریم کا ایک ایک نسخہ اور انصار چیرٹی واک کی شیلڈ پیش کی گئی۔

امسال چیرٹی واک کمیٹی کے چیئرمین مکرم مرزا عبدالرشید صاحب تھے جبکہ ان کے ساتھ مکرم ظہیر احمد صاحب، مکرم رفیق جاوید صاحب، مکرم محمد اظہر احمدی صاحب، مکرم منصور ساقی صاحب اور مکرم ظہیر احمد چوہدری صاحب کے علاوہ بھی بہت سے انصار نے مختلف شعبوں میں کام کیا۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ اس پروگرام میں انصار کے علاوہ خدام، اطفال اور لجنہ اماء اللہ کی ممبرات نے بھی حصہ لیا۔

تین احباب مکرم سلمان احمد خان صاحب، مکرم رفیق حیات صاحب اور مکرم محمود خان صاحب نے تین تین ہزار پاؤنڈ سے سے زائد رقم جمع کی۔

سب سے زیادہ حاضری نارتھ ایسٹ ریجن کی تھی جن کے 192 ارکان نے حصہ لیا۔ حاضری کے لحاظ سے لندن دوسرے اور حلقہ مسجد بیت الفتوح تیسرے نمبر پر رہا۔

مندرجہ ذیل احباب نے انعامات حاصل کئے:

انصار صف اوّل: (55 سال سے زائد عمر)

اوّل انعام: مکرم محمد سہیل قریشی صاحب (ہیز)
دوم انعام: مکرم منور احمد صاحب (کارڈف)
سوم انعام: مکرم مبشر احمد چوہدری صاحب (ایسٹ لندن)

صفِ دوم (55 سال سے کم عمر)

اوّل انعام: مکرم حفیظ بٹر صاحب (بلیک برن)
دوم انعام: مکرم مبشر احمد میر صاحب (بریڈ فورڈ)
سوم انعام: مکرم محمد احمد صاحب (شرلی)

خدام:

اوّل انعام: مکرم عطاء المنان خالد صاحب (مانچسٹر)
دوم انعام: مکرم خالد احمد صاحب (مانچسٹر)
سوم انعام: مکرم محمد سرور منہاس صاحب (پٹنی)

اطفال:

اوّل انعام: مکرم عقیل صاحب (ارلز فیلڈ)
دوم انعام: مکرم طلحہ محمد صاحب (ہڈرز فیلڈ)
سوم انعام: مکرم طارق احمد صاحب (ٹوٹنگ)
سوم انعام: مکرم عامر ظہیر احمد صاحب (ہڈرز فیلڈ)

خصوصی انعامات:

1۔ مکرم محمد احمد شاہد صاحب (شرلی) سب سے بڑی عمر کے 75 سال
2۔ مکرم حماد احمد صاحب (جلنگھم) سب سے چھوٹی عمر کے تین سال
3۔ مکرمہ ندرت مبشرہ احمد صاحبہ (ہارٹلے پول) عمر سات سال
4۔ مکرمہ مشل سپینسر صاحبہ نے اپنی چیرٹی کی طرف سے حصہ لیا

خدا تعالیٰ کے فضل سے یہ واک ہر پہلو سے بہت کامیاب رہی۔ اس پروگرام کی چند جھلکیاں تصاویر کی صورت میں آئندہ صفحات میں پیش کی جا رہی ہیں۔

اللہ تعالیٰ اس پروگرام کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔

رسالہ "انصار الدین" کے آئندہ شمارہ میں اشاعت کے لئے اپنی مجالس کی رپورٹس اور دیگر مضامین وغیرہ یکم اگست ۲۰۰۴ء تک درج ذیل پتہ پر ارسال فرمادیں:

Editor Ansaruddin (Urdu)
181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF

مضمون نگار حضرات سے درخواست ہے کہ مضمون کاغذ کے ایک طرف خوشخط تحریر فرمائیں۔

نیز رپورٹس بوساطت مکرم صدر صاحب مجلس انصار اللہ برطانیہ بھجوائی جائیں۔ رپورٹس میں کوائف مکمل اور وضاحت سے دیئے جائیں۔

انصار ڈائجسٹ

مرتبہ
فرخ سلطان

اس کالم میں قارئین کی طرف سے موصول شدہ دلچسپ تحریرات اور مفید واقعات شامل اشاعت کئے جائیں گے جو قارئین خود لکھنا پسند فرمائیں یا اپنے زیر مطالعہ کسی کتاب یا رسالہ سے اخذ کر کے بھجوائیں۔ تحریر مختصر اور بحوالہ ہونی چاہئے۔ ہمارا پتہ ہے:

Ansar Digest, 22 Deer Park Road, London SW19 3TL
e-mail: ansar_digest@yahoo.co.uk

انصار کے لئے قابل توجہ

بانی مجلس انصار اللہ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:-

"انصار اللہ پر بہت بڑی ذمہ واری ہے۔ وہ اپنی عمر کے آخری حصہ میں سے گذر رہے ہیں۔ اور یہ آخری حصہ وہ ہوتا ہے جب انسان دنیا کو چھوڑ کر اگلے جہان جانے کی فکر میں ہوتا ہے۔ اور جب کوئی انسان اگلے جہان جارہا ہو تو اس وقت اسے اپنے حساب کی صفائی کا بہت زیادہ خیال ہوتا ہے۔ اور وہ ڈرتا ہے کہ کہیں وہ ایسی حالت میں اس دنیا سے کوچ نہ کر جائے کہ اس کا حساب گندہ ہو، اس کے اعمال خراب ہوں اور اس کے پاس وہ زادِ راہ نہ ہو جو اگلے جہاں میں کام آنے والا ہے۔ جب احمدیت کی غرض یہی ہے کہ بندہ اور خدا کا تعلق درست ہو جائے تو ایسی عمر میں اور عمر کے ایسے حصہ میں اس کا احساس جس قدر احساس ایک مومن کو ہونا چاہئے وہ کسی شخص سے مخفی نہیں ہو سکتا"۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ 22 اکتوبر 1943ء بحوالہ الفضل 17 نومبر 1943ء)

کمپیوٹر وائرس

چند ماہ قبل ایک خطرناک کمپیوٹر وائرس "سیسر" کے خالق کو پولیس نے جرمنی کے شہر رونبرگ سے گرفتار کیا تھا۔ اٹھارہ سالہ نوجوان کے تیار کردہ وائرس نے دنیا بھر میں دس لاکھ سے زائد کمپیوٹروں کو متاثر کیا تھا جن میں زیادہ تر گھروں میں استعمال ہونے والے اور چھوٹے کاروباری اداروں کے کمپیوٹر تھے ایشیا، امریکہ اور یورپ کے بہت سے بینک، یورپی اتحاد کا صدر دفتر، تائیوان کا ڈاکخانہ اور کئی دیگر بڑی تنظیمیں بھی اس سے متاثر ہوئیں۔ دراصل یہ وائرس دوسرے وائرسوں کے برعکس انٹرنیٹ پر کسی مدد کے بغیر ہی پھیل جاتا ہے جبکہ دیگر وائرس عموماً ای۔ میل کے ذریعہ پھیلتے ہیں۔

کمپیوٹر کا وائرس بنیادی طور پر ایک ایسا کمپیوٹر پروگرام ہے جو غیر ضروری معلومات اس طرح کمپیوٹر کو مہیا کرتا ہے کہ کمپیوٹر کا سارا نظام درہم برہم کر دیتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ کمپیوٹر کا دماغ محض مشینی انداز میں سوچتا اور فیصلے کرتا ہے۔ چنانچہ کمپیوٹر وائرس کی سادہ سی مثال یہ ہے کہ کسی کمپیوٹر کو یہ حکم دیا جائے کہ وہ ۲+۲ کرتا چلا جائے یہاں تک کہ جواب ۵ آجائے۔ کمپیوٹر تو اس حکم کی تعمیل کرتا چلا جائے گا لیکن جواب کبھی بھی ۵ نہیں آسکتا اور اس کے نتیجہ میں نہ صرف کمپیوٹر میں موجود Memory کی گنجائش ختم ہو جائے گی بلکہ کمپیوٹر میں موجود دیگر پروگرام (Softwares) بھی متاثر ہو سکتے ہیں۔ تاہم یہ مثال صرف کمپیوٹر وائرس کا تعارف کروانے کے لئے بیان کی گئی ہے جبکہ موجودہ تخلیق کئے جانے والے وائرس نہ صرف خود بہت پیچیدہ ہوتے ہیں بلکہ وسیع پیمانے پر تباہی پھیلانے کی صلاحیت بھی رکھتے ہیں اور یقیناً اپنے خالق کی شاندار (منفی) صلاحیتوں کے آئینہ دار بھی۔

جیٹ لیگ

بعض سائنسدانوں نے دعویٰ کیا ہے کہ انہوں نے لمبے فاصلے تک فضائی سفر کرنے سے پیدا ہونے والی کیفیت یعنی Jet Lag کے اسباب معلوم کر لئے ہیں۔ اُن کا کہنا ہے کہ انسانی دماغ میں وقت کا تعین کرنے کے لئے دو مختلف مرکز ہیں۔ ایک مقامی وقت کے مطابق عمل کرتا ہے جبکہ دوسرا رات اور دن کے اثرات سے وقت کا تعین کرتا ہے۔ جیٹ لیگ کے اثرات اُس وقت ظاہر ہوتے ہیں جب ان دونوں مراکز میں مطابقت نہیں رہتی۔ چنانچہ ایک سائنسدان نے کہا ہے کہ اگر ہم یہ معلوم کر سکیں کہ دماغ کے ان دونوں مراکز میں کس طرح مطابقت قائم ہے تو ہم جیٹ لیگ کا علاج کر سکتے ہیں۔

دماغ کا ایک چھوٹا سا حصہ نیند اور درجہ حرارت کو کنٹرول کرتا ہے۔ یہ خیال کیا جاتا ہے کہ یہ حصہ بیرونی اثرات مثلاً سورج کے نکلنے وغیرہ پر ردّ عمل دکھاتا ہے جبکہ دوسرا حصہ گھڑی کے اوقات کے مطابق عمل کرتا ہے۔

موبائل فون سے ہوا میں پیغام

Nokia کمپنی ایک ایسا موبائل فون جلد ہی مارکیٹ میں لارہی ہے جس کے ذریعہ ہوا میں لکھ کر پیغام بھیجنا ممکن ہو جائے گا۔ اس فون کے عقبی حصہ میں بارہ روشنیاں لگی ہوئی ہیں جو لفظوں کے ہجے کریں گی اور ان کا علامتوں میں اظہار کریں گی۔ جب فون ہوا میں لہرایا جائے گا تو ایک روشنی جھپکے گی اور مطلوبہ پیغام دکھائی دینے لگے گا۔ یہ نظام زیادہ سے زیادہ پندرہ حروف پر مبنی پیغام کی ترسیل کر سکے گا۔ کمپنی نے دعویٰ کیا ہے کہ دن کی روشنی میں یہ پیغام چھ میٹر کی دوری سے دیکھا جاسکے گا لیکن جوں جوں اندھیرا ہوتا جائے گا یہ فاصلہ بھی بڑھتا جائے گا۔

نابیناؤں کے لئے پہلا موبائل فون

امسال اپریل میں برمنگھم کے رائل نیشنل انسٹیٹیوٹ آف بلائنڈ ٹیکنیشیئر کی نمائش میں اندھے اور جزوی بینائی رکھنے والوں کے لئے تیار کیا جانے والا

پہلا موبائل فون نمائش کے لئے رکھا گیا تھا جسے سپین کی ایک کمپنی نے بنایا ہے۔ یہ فون اب مارکیٹ میں لایا جا چکا ہے اور اس کی قیمت اڑہائی سو پاؤنڈز رکھی گئی ہے۔ اس فون میں سکرین پر کچھ بھی نظر نہیں آتا اور سب کچھ آواز کے ذریعہ سنا جا سکتا ہے۔ آواز کے ذریعہ ہی Text Messages بھی بھیجے اور وصول کئے جا سکتے ہیں۔

اندھے پن کے علاج میں پیش رفت

سائنسدانوں کا خیال ہے کہ اندھے پن کی بعض اقسام کا علاج پالک سے کیا جا سکتا ہے چنانچہ وہ اس امکان پر کام کر رہے ہیں کہ پالک کے پتوں میں موجود روشنی جذب کرنے والے ذرّات کو نکال کر انسانی آنکھ کے پردہ میں لگا دیا جائے۔ اب تک ہونے والی تحقیق سے علم ہوا ہے کہ ان ذرّات پر جب روشنی پڑتی ہے تو وہ روشن ہو جاتے ہیں۔ ایک جریدے "نیو سائنٹسٹ" میں شائع ہونے والی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ اگرچہ اس بات کا امکان ہے کہ اس دریافت سے کئی لوگوں کے دوبارہ دیکھنے کے قابل ہو جانے کے امکانات پیدا ہو جائیں گے تاہم ایسے افراد رنگوں میں تمیز نہیں کر سکیں گے۔

کرنسی...... صرف سفید فاموں کیلئے

جنوبی افریقہ، جہاں کچھ ہی عرصہ قبل نسلی امتیاز سے آزادی کی دسویں سالگرہ منائی گئی ہے، وہاں کے ایک قصبہ اورانیا میں صرف سفید فام افراد کے لئے کرنسی کا اجراء کیا جا رہا ہے جو "اورا" کہلائے گی۔ جنوبی افریقہ میں نسلی امتیاز کی پالیسی کا خالق ہینرک وروڈ تھا جس کا پوتا اب اُن افراد میں شامل ہے جو سفید فاموں کے لئے یہ کرنسی نوٹ جاری کر رہے ہیں۔ یہ نوٹ صرف قصبہ کے اندر ہی استعمال کئے جائیں گے اور اس کے چار درجے ہوں گے۔

یہ بھی بتایا گیا ہے کہ چھ سو باشندوں پر مشتمل قصبہ "اورانیا" میں صرف سفید فام آباد ہیں اور وہ نسلی امتیاز کی پالیسی پر ڈھکے چھپے انداز میں عمل پیرا ہیں۔

نانگا پربت

پاکستان کے کئی میل طویل ایک پہاڑی سلسلہ کا نام "نانگا پربت" ہے۔ اس نام کی وجہ ہزاروں فٹ بلند وہ عمودی چوٹیاں ہیں جن پر اتنی بلندی کے باوجود بھی برف ٹھہر نہیں پاتی اور سبزہ بھی نہیں اُگتا۔ یہ دنیا میں نویں اور پاکستان میں (K2 کے بعد) دوسری بلند ترین چوٹی ہے۔

نانگا پربت اگرچہ دنیا کی بلند ترین چوٹی نہیں ہے لیکن شاید دنیا کا کوئی دوسرا پہاڑ اتنا پُر شکوہ اور پُر ہیبت نہیں ہے۔ جارحانہ انداز میں ترشی ہوئی اس کی چٹانیں صرف چودہ میل کے فاصلے میں ۲۳ ہزار فٹ تک تیزی سے بلند ہوتی چلی جاتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسے سَر کرنے کی کوشش میں اب تک سب سے زیادہ (یعنی ۵۰) کوہ پیماؤں کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑے ہیں۔ چنانچہ اسے قاتل پہاڑ بھی کہا جاتا ہے۔ لیکن حیرت کی بات یہ ہے کہ اس پہاڑ کا غرور ایک جرمن کوہ پیما ہرمن بوہل نے اُس وقت توڑ دیا جب اُس نے ۱۹۵۳ء میں تن تنہا اور بغیر آکسیجن کے اسے سَر کر لیا۔

فولاد کی کمی کے اثرات

فولاد بچہ کی دماغی نشوونما کے لئے لازمی جزو ہے جسے وہ پہلے ماں کے رحم میں حاصل کرتا ہے اور پھر ماں کے دودھ اور دوسری خوراک سے حاصل کرتا ہیں۔ سائنسدانوں کا کہنا ہے کہ اگر بچوں میں ایک بار فولاد کی کمی پیدا ہو جائے تو بعد میں خوراک یا غذا میں آئرن یا فولاد کے مرکبات دینے سے بھی اس کے اثرات دُور نہیں ہو پاتے۔

مشی گن یونیورسٹی امریکہ میں کی جانے والی تحقیق کے دوران ۱۹۱ بچوں کی نگرانی کی گئی اور پانچ سے سترہ سال کی عمروں کے دوران اُن کی ذہنی کارکردگی کا جائزہ لیا گیا۔ اس جائزہ سے معلوم ہوا کہ شیر خوار بچوں میں فولادی کمی کا پہلے ہی سے سدّباب کرنا چاہئے ورنہ تعلیمی میدان میں اپنے ہم جماعتوں کے مقابلہ میں اُن کی کارکردگی کم رہنے کا امکان ہے خواہ بعد میں اس کا علاج بھی کیا جا چکا ہو۔

فولاد کی کمی کی علامات میں تھکاوٹ، بھوک کا ختم ہو جانا، ذہنی نشوونما کی سست رفتار اور بچوں میں بیماری کے خدشات میں اضافہ شامل ہیں۔

خلابازوں کی خوراک

خلا میں جانے والے اپنے ساتھ جو خوراک لے جاتے ہیں اُسے خاص طریق پر تیار کر کے محفوظ کیا جاتا ہے اور اسے AFD خوراک کہا جاتا ہے۔ اس میں وہ تمام وٹامن شامل ہوتے ہیں جو کسی بھی دوسری تازہ خوراک میں پائے جاتے ہیں۔ اس غذا کا وزن بہت کم ہوتا ہے۔ اسے تیار کرتے وقت منجمد کر کے خشک کر لیا جاتا ہے۔ یہ عمل تین درجوں میں سرانجام پاتا ہے۔ پہلی مشین خوراک کو منفی ۱۷ ڈگری سینٹی گریڈ تک منجمد کرتی ہے، دوسری مشین منفی ۳۰ ڈگری سینٹی گریڈ تک اور تیسری مشین اس منجمد غذا میں موجود سارا پانی جذب کر لیتی ہے۔

خلا میں جانے کے بعد جب خلاباز اس خوراک کو استعمال میں لانا چاہتے ہیں تو ایک خاص مشین کی مدد سے اس میں پانی شامل کر لیتے ہیں۔

عمر بڑھانے کا گُر

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ارشادات ملاحظہ فرمائیں (از ملفوظات جلد سوم):-

"یہ بات ہماری جماعت کو خوب یاد رکھنی چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ وعدہ ہرگز نہیں ہے کہ تم میں سے کوئی بھی نہ مرے گا۔ ہاں خدا تعالیٰ فرماتا ہے: وَاَمَّا مَایَنْفَعُ النَّاسَ فَیَمْکُثُ فِی الْاَرْضِ (الرعد:۱۸) پس جو شخص اپنے وجود کو نافع الناس بناویں گے ان کی عمریں خدا تعالیٰ زیادہ کرے گا"۔ (صفحہ ۳۰۳)

"انسان اگر چاہتا ہے کہ اپنی عمر بڑھائے اور لمبی عمر پائے تو اس کو چاہئے کہ جہاں تک ہو سکے خالص دین کے واسطے اپنی عمر کو وقف کرے۔ یہ یاد رکھے کہ اللہ تعالیٰ سے دھوکا نہیں چلتا۔ جو اللہ تعالیٰ کو دغا دیتا ہے وہ یاد رکھے کہ اپنے نفس کو دھوکا دیتا ہے۔ وہ اس کی پاداش میں ہلاک ہو جاوے گا"۔ (صفحہ ۵۶۳)